MONTHLY
# HUMAN RIGHTS WATCH
LAHORE

ماہنامہ
# ہیومن رائٹس واچ
لاہور

2010ء سے مسلسل اشاعت

اکتوبر 2024ء

www.hrwmagazine.com

دکھ، پریشانی، غربت اور بھوک کیسے ختم ہو سکتی ہے؟

حسن نصر اللہ، بیروت میں سقوط ڈھاکہ والی صورتحال

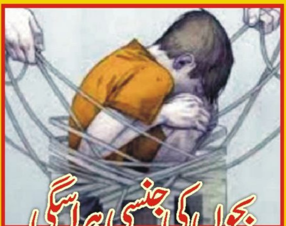

بچوں کی جنسی ہراسگی

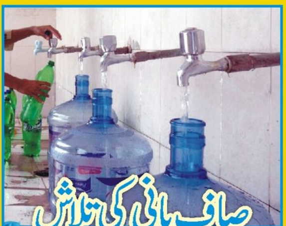

صاف پانی کی تلاش

معروف سوشیالوجسٹ، محقق، ریفارمر

پروفیسر جلیل بٹ ایڈووکیٹ کا انٹرویو

## قومی اور بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے کام کرنیوالوں کیلئے سنہری موقع

آیئے! انسانی حقوق کے نیٹ ورک ہیومن رائٹس اینڈ سول سوسائٹی نیٹ ورک پاکستان(HRCN) میں شمولیت اختیار کیجئے جس میں آپ کے لیے ٹرینر بننے فیلڈ ورک، کمیونٹی سروسز، لیگل سروسز، تحقیق اور سروے کے بارے میں ٹریننگ دینے کے لیے انسانی حقوق اور سماجیات کے ماہرین موجود ہیں۔


رابطہ: نیشنل سیکرٹریٹ ہیومن رائٹس اینڈ سول سوسائٹی نیٹ ورک پاکستان

چیئرمین پروفیسر محمد جلیل بٹ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ اسلام آباد +92-319-0870577

جنرل سیکرٹری چوہدری عابد حسین ایڈووکیٹ +92-304-3229905 میڈم نجمہ نذیر +92-320-2636522

نوٹ: اس فارم کی فوٹو کاپی بھی قابل استعمال ہے

## Human Rights & Civil Society Network


39A Shadman Town Sahiwal Punjab, Pakistan.

Tel: (92) (040) 4270686 E-mail:


### MEMBERSHIP FORM

I, the undersigned declare as below:

I believe in and am fully committed to the promotion and protection of human rights in accordance with the Universal Declaration of Human Rights and all other United Nations Charters, Covenants and protocols on human rights;

I believe in the right of everyone, individually and in association with others, to the realization and enjoyment of all human rights and fundamental freedoms regardless of their gender, religion, caste, creed, ethnicity, domicile, political affiliation or social status;

I fully agree with the HRCN Mission and commit to the promotion and protection of these values and principles to the best of my ability, and pledge to remain engaged with HRCN activities for the achievement of its aims and objects;

Signature of Applicant

### PLEASE PRINT IN ALL COLUMNS

Name: M / F / TG | Profession / Occupation:

**CONTACT DETAILS**

Address: ..........

Phone: ..........

(Mobile) Registered SIM No: ..........

Whatsapp: ..........

Email: ..........

CNIC No: ..........

**NOMINATED BY**

Name:

Membership No: ..........

I, the undersigned, solemnly declare that to the best of my knowledge the applicant fulfils the criteria for the membership of HRCN.

Signature: ..........

**SECONDED BY**

Name: ..........

Blood Group: ..........

Membership No: ..........

I, the undersigned, solemnly declare that to the best of my knowledge the applicant fulfils the criteria for the membership of HRCN.

Signature: ..........

I wish to make the following payments:

(Please tick the appropriate boxes: ! )

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| [A] | Annual subscription for year | Local residents | Rs.1000/- | |
| | | People living abroad | $500 | |
| [B] | Life membership | | RS. 25,000/- | |
| [C] | Donation *(Please fill in amount)* | | | |
| | **TOTAL PAID *(draft/pay order/electronic transfer/cash)*** | | | |

**Note:** All drafts or Pay orders to be made out in the name of Human Rights & Civil Society Network. Membership Fee is for each calendar year and is payable before the 1st of January each year. Life membership can be obtained by making a one-time payment of Rs. 20,000/-.

Applicant's Signature: .......... Date: ..........

***Note:*** *Right to vote in HRCN elections is available to new members only on completion of six months of paid membership*

***For Office use only***

Receipt No: ..........

Dated: ..........

**Validity of the membership**

(i) From ________ to ________

(ii) Life member

www.hrwmagazine.com

انسانی حقوق کا علمبردار

(اے بی سی سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت)

Monthly
HUMAN RIGHTS WATCH
LAHORE

ABC CERTIFIED

ماہنامہ
# ہیومن رائٹس واچ
لاہور

جلد: 15 شمارہ: 10 --------- اکتوبر 2024ء



**چیف ایڈیٹر:** غلام مصطفیٰ چودھری

**ایڈیٹر:** عمارہ جہاں زیب

**مینجنگ ایڈیٹر:** نعیم اختر

**ایگزیکٹو ایڈیٹر:** ایم نصیر بیگ

**ڈپٹی ایڈیٹر:** چوہدری محمد عبداللہ

**جوائنٹ ایڈیٹرز:** نزہت عروج بیگ، مہوش انور

**اسسٹنٹ ایڈیٹرز:** بشریٰ رضوان/شگفتہ یمن/سونیا بٹ

**شوبز ایڈیٹرز:** توحید اختر

**چیف فوٹوگرافر:** عبدالرشید لودھی

**سرکولیشن منیجر:** علی امیر

**جنرل منیجر مارکیٹنگ:** عمیر جٹ

**آرٹ اینڈ ڈیزائننگ:** ساجد مہتاب

**کمپوزنگ:** اختر شہزاد

## مشاورتی بورڈ

- قیوم نظامی • کاشف بشیر خان
- ضمیر آفاقی • سبحان عارف صہبائی
- قیصر علی خان لودھی • عبدالعزیز
- عندلیب بھٹی • صنم خان

## قانونی مشیر

- میاں محمد بشیر — ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، چیف لیگل ایڈوائزر
- عظیم اعجاز — ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، لیگل ایڈوائزر
- فیاض احمد ملک — ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، لیگل ایڈوائزر

## اندرون ملک نمائندگان (اعزازی)

| | |
|---|---|
| لاہور | عابد حسین، ڈاکٹر محمد رفیق |
| اسلام آباد | نعیمہ ناز |
| راولپنڈی | ناصر محمود |
| ملتان | چوہدری محمد الیاس، تنویر صدیقی |
| کوٹ ادو | رانی وحیدہ ملک |
| فیصل آباد | زاہد محمود |
| سرگودھا | ثناء نصیر شیخ |
| چنیوٹ | سیف علی خان |
| بہاولپور | ذوالفقار علی |
| بہاولنگر | ملک صفدر ضیاء |
| ڈیرہ غازی خان | طیب فاروق |
| صوبہ سندھ | دلاور خان قادری |
| کراچی | محمد ندیم سلیمانی |
| کوئٹہ | اعظم جان زرکون |
| پشاور | صاحبزادہ طالع سعید |
| مظفرآباد | ڈاکٹر قمر تنویر |

## بیرون ممالک نمائندگان

- منور علی شاہد...... یورپین ممالک
- مقصود قصوری...... آسٹریلیا
- محمد رضوان...... مشرق وسطیٰ


## اس شمارے میں


| | |
|---|---|
| اداریہ | 3 |
| دکھ، پریشانی، غربت اور بھوک کیسے ختم ہو سکتی ہے؟ | 5 |
| صاف پانی کی تلاش | 7 |
| سوشیالوجسٹ، پروفیسر جلیل بٹ ایڈووکیٹ کا انٹرویو | 9 |
| حسن نصراللہ: بیروت میں سقوط ڈھاکہ والی صورتحال | 14 |
| ڈرو اس وقت سے...!!! | 16 |
| خواب برائے فروخت (افسانہ) | 18 |
| بچوں کی جنسی ہراسگی | 22 |
| دنیائے خواتین | 24 |
| ہیلتھ اینڈ فٹنس | 25 |
| شوبز کی دنیا | 26 |
| ادبی ورثہ | 27 |
| سپورٹس | 28 |
| خصوصی رپورٹس | 29 |
| لوگ کیا کہتے ہیں؟ | 30 |
| انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں | 31 |
| بین الاقوامی خبریں | 33 |
| سوشل راؤنڈ اپ | 34 |



## قیمت اندرون ملک

-/100 روپے فی شمارہ

## قیمت بیرون ملک

فی شمارہ

امریکہ 4 ڈالر ——— برطانیہ 2 پونڈ

کینیڈا 4 ڈالر ——— یورپین ممالک 3 یورو

سعودی عرب 10 ریال — متحدہ امارات 10 درہم



رابطہ آفس: 231/12 علامہ اقبال روڈ، مصطفیٰ آباد، لاہور (پاکستان)

Contact: 0336-0810800 Whatsapp: 0300-4539241

E-mail: hrwmagazine@gmail.com, humanrightswatchpk@gmail.com /humanrightswatchpk

/humanrightswatchmagazine @HRWMagazine @humanrightswatchmagazine /HRWlahore



پبلشر مہوش مصطفیٰ چودھری نے عکاظ پرنٹرز، فیروز پور روڈ لاہور سے چھپوا کر 231/12، علامہ اقبال روڈ لاہور (پاکستان) سے شائع کیا۔ نوٹ: ادارہ کا جملہ شائع شدہ مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

# اداریہ

## اسرائیل کی جارحیت: عالمی امن اور فلسطینی حقوق کے لیے سنگین خطرہ

اسرائیل کی فلسطین میں جارحیت، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور فوجی طاقت کے غیر معمولی استعمال، نے عالمی سطح پر تشویش پیدا کی ہے۔ مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں اسرائیل کی عسکری کارروائیاں ایک سنجیدہ مسئلہ بن چکی ہیں، جو نہ صرف فلسطینی عوام کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہیں بلکہ مشرق وسطی کے خطے میں عدم استحکام کا باعث بنتی ہیں۔ اسرائیل اور فلسطین کا تنازعہ دہائیوں سے جاری ہے۔ فلسطینی علاقوں، خاص طور پر غزہ اور مغربی کنارے، میں اسرائیلی قبضے اور اس کے نتیجے میں بستیوں کی تعمیر نے علاقے میں بدامنی کو فروغ دیا ہے۔ اقوام متحدہ، انسانی حقوق کے ادارے، اور مختلف عالمی تنظیمیں بار ہا اسرائیل کی ان کارروائیوں کو عالمی قوانین اور انسانی حقوق کے اصولوں کی خلاف ورزی قرار دے چکی ہیں۔ اسرائیل کی جانب سے مسلسل فوجی کارروائیاں، خاص طور پر غزہ پر فضائی حملے، شہری ہلاکتوں کا باعث بنے ہیں۔ بچوں اور خواتین سمیت بے گناہ افراد کی جانیں جارحیت کی زد میں آتی ہیں، جو انسانی حقوق کے اصولوں کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ اسرائیل مغربی کنارے میں غیر قانونی بستیوں کی تعمیر جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس سے نہ صرف فلسطینی زمین چھینی جا رہی ہے بلکہ ان کے روزمرہ کے معمولات اور آزادانہ زندگی کو بھی محدود کیا جا رہا ہے۔ یہ بستیاں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی بھی خلاف ورزی ہیں۔ اسرائیل کی جانب سے غزہ کا مکمل محاصرہ کر کے خوراک، ادویات، اور بنیادی ضروریات کی فراہمی پر پابندیاں بھی لگا رکھی ہیں، فلسطینی عوام کیلئے ایک عذاب کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ معاشی بحران اور روزگار کی کمی کے باعث غزہ کے باسی غربت اور مشکلات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ بین الاقوامی برادری، اقوام متحدہ اور مختلف ممالک نے اسرائیل کی کارروائیوں پر سخت ردعمل ظاہر کیا ہے، لیکن عملی اقدامات میں کمی رہی ہے۔ انسانی حقوق کے علمبرداروں کے مطابق فلسطینی عوام کو ان کے حقوق دلوانے اور اسرائیل کو جواب دہ بنانے کے لیے عالمی سطح پر زیادہ موثر اقدامات کی ضرورت ہے۔ اسرائیلی جارحیت کا تسلسل فلسطینی عوام کے حقوق اور خطے کے امن کے لیے خطرہ ہے۔ اگرچہ عالمی برادری کی جانب سے مذمتی بیانات اور قراردادیں پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن عالمی اداروں کو موثر اور عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ جب تک اسرائیل کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزیوں پر جوابدہ نہیں بنایا جاتا، تب تک فلسطینی عوام کو انصاف اور امن کا حق نہیں ملے گا۔

## بزرگوں کے عالمی دن کے تقاضے

بزرگوں کے عالمی دن کا آغاز اقوام متحدہ نے 1990 میں کیا تھا تاکہ عالمی سطح پر بزرگوں کے مسائل پر توجہ دی جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر میں حکومتیں، تنظیمیں اور معاشرتیں بزرگوں کے مسائل جیسے کہ صحت، فلاح و بہبود اور حقوق پر توجہ دیں۔ عمر کے ساتھ بزرگوں کو مختلف جسمانی اور ذہنی مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ بزرگوں کو معیاری صحت کی سہولیات فراہم کرنا ہر معاشرے کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ ایک آرام دہ اور باوقار زندگی گزار سکیں۔ بزرگ افراد اکثر تنہائی اور اکیلے پن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انہیں معاشرتی تعلقات کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاندان اور معاشرے کی طرف سے محبت اور دیکھ بھال بزرگوں کی نفسیاتی صحت کے لیے ضروری ہے۔ بزرگوں کے ساتھ عزت اور احترام کا رویہ رکھنا ایک مہذب معاشرے کی نشانی ہے۔ بزرگ افراد کو معاشرتی محافل میں شامل کرنا اور ان کی رائے کو اہمیت دینا نہ صرف ان کے تجربے سے فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کرتا ہے بلکہ ان کی قدر میں بھی اضافہ کرتا ہے۔ بزرگوں کے عالمی دن کے موقع پر میڈیا اور تنظیموں کے ذریعے معاشرتی شعور بیدار کیا جانا چاہیے تاکہ لوگ بزرگوں کی اہمیت کو سمجھیں اور ان کی دیکھ بھال کو اپنی ذمہ داری جانیں۔ بزرگوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قوانین وضع کرنے چاہییں تاکہ ان کے خلاف کسی بھی قسم کی زیادتی یا بدسلوکی کو روکا جاسکے۔ مختلف تنظیموں اور اداروں کو بزرگوں کے لیے خصوصی پروگرامز اور سرگرمیوں کا انعقاد کرنا چاہیے۔ بزرگوں کے ساتھ وقت گزارنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی ترغیب دی جانی چاہیے۔ اس سے بزرگوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ اکیلے نہیں ہیں اور ان کا خاندان ان کے ساتھ ہے۔ بزرگوں کا عالمی دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ بزرگ ہماری زندگیوں کا انمول حصہ ہیں۔ ان کے تجربات اور دانش معاشرے کے لیے قیمتی خزانہ ہیں۔ اس دن کو منانے کا اصل مقصد ان کے حقوق کا تحفظ اور ان کے مسائل کے حل کے لیے اقدامات اٹھانا ہے۔ ہمیں بزرگوں کے ساتھ محبت، احترام، اور دیکھ بھال کا رویہ اپنانا چاہیے تاکہ ان کی زندگیوں کو مزید خوشگوار بنایا جاسکے۔

(رجسٹرڈ) R-75869
ریکوری 365 ایڈکشن ٹریٹمنٹ سنٹر ساہیوال
365 RECOVERY
CENTRE FOR MENTAL HEALTH
ترک منشیات و ذہنی امراض
ساہیوال ڈویژن میں واحد ادارہ
سربراہ شعبہ سکائیٹری
کنسلٹنٹ سکائیٹرسٹ شریف میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج لاہور
ایاز ایم خان
(ایم بی بی ایس) ایف سی پی ایس (سکائیٹری)
میڈیکل آفیسر
ڈاکٹر
طلحہ فاروق
بی ایس ای، ایم بی بی ایس کے ای
میڈیکل آفیسر
ڈاکٹر
عرفات اسلم
ایم بی بی ایس (پنجاب) آر ایم پی (پی ایم ڈی سی)
EX HOUSE PHYSICIAN & SURGON
SAHIWAL TEACHING HOSPITAL
میڈیکل آفیسر
ڈاکٹر
محمد عبداللہ فاروق
ایم بی بی ایس (پنجاب) آر ایم پی (پی ایم ڈی سی)
EX HOUSE PHYSICIAN & SURGON
JINNAH TEACHING HOSPITAL
نشہ ایک بیماری ہے
عادت نہیں
آئیں نشہ سے انکار کریں
ہیروئن
چرس
آئس
افیون
شراب
نشہ آور ادویات
20 YEARS SUCCESS
AC Bedrooms
کیا آپ نشے کا مکمل اور جدید ترین علاج کروانا چاہتے ہیں؟
0300-1024365
فرید کالونی جی ٹی روڈ نزد عارف والا پل ساہیوال

# دکھ پریشانی غربت اور بھوک کیسے ختم ہوسکتی ہے؟


عوام کی آواز

ضمیر آفاقی

zameerafaqi@gmail.com


پاکستان اور بھارت دو ایسے ہمسائے ہیں جن کی صرف طویل ترین سرحدیں ہی آپس میں نہیں ملتیں بلکہ کلچر، تمدن اور باہمی یگانگت کی بھی طویل تاریخ ہے۔ اس کے ساتھ دونوں ممالک میں بسنے والے شہریوں کی ایک دوسرے سے رنگ و نسل کے ساتھ مذہبی طور پر قرابت داریاں بھی ہیں یہاں تک کہ عبادت، زیارت گاہیں اور تاریخی ورثے بھی ہیں۔ جبکہ دونوں ممالک کی اکثریت ایک خاص اشرافیہ کی آسودگی کے سوا غربت، جہالت بھوک اور ننگ میں جکڑی ہوئی ہے۔ اگر کبھی انہونی ہو جائے اور ان دونوں ملکوں میں امن اور بھائی چارے کی فضا فروغ پا جائے باہمی میل جول اور تجارت کے لئے سرحدیں کھل جائیں تو ڈیڑھ ارب کی آبادی کے حامل ان دو ممالک کے ساتھ اڑھائی ارب کی آبادی کے اس خطے جسے جنوبی ایشیا کہتے ہیں کے پسے ہوئے طبقات کے دکھ پریشانیاں غربت اور بھوک دور ہوسکتی ہے۔ مستقبل میں جنگوں کا میدان معاشی ہدف نظر آتا ہے جو ممالک اور قومیں اس میدان میں اپنا سکہ جمانے میں کامیاب ہوگئے وہاں ترقی اور خوشحالی کے بحر قلزم بہیں گے اور جو ممالک اپنے باہمی تنازعات کو روائتی جذباتی تعصّبات، نفرت اور ہتھیاروں سے حل کرنے کی کوشش کریں گے وہاں بھوک اور ننگ کا راج کبھی ختم نہیں ہوگا۔

اس حوالے سے عالمی بینک کے اندازوں کے مطابق پاکستان اور بھارت میں رکاوٹیں دور ہونے کی صورت میں سالانہ 35 ارب ڈالر سے زائد کی تجارت ہوسکتی ہے۔ عالمی بینک کی اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ متعدد جنوبی ایشیائی ممالک دور کے بجائے اپنے پڑوسی ممالک سے زیادہ بہتر شرائط پر تجارت کر سکتے ہیں ،انسان کی بنائی رکاوٹیں دور ہو جائیں تو جنوبی ایشیائی ممالک میں تجارت کا حجم 23 ارب ڈالر سے بڑھ کر 67 ارب ڈالر ہوسکتا ہے، بھارت، نیپال، پاکستان اور سری لنکا میں جنوبی ایشیائی ریجن کی نسبت دیگر دنیا سے امپورٹ انڈ ایکسز دوگنا زیادہ ہیں، سی پیک سے تجارت کو فائدہ ضرور ہوگا، تاہم تجارتی سہولیات اور انفراسٹرکچر کی بھی تجارت کے فروغ میں برابر کی اہمیت ہے۔ عالمی بینک کے ماہر معاشیات کے مطابق توقع ہے بنگلہ دیش اور نیپال ٹی آئی آر )ٹرانسپورٹ انٹرنیشنل روٹرز، انٹرنیشنل روڈ ٹرانسپورٹ ( کی توثیق کردیں گے اس کے بعد ڈھاکہ سے کابل تک سڑک سے تجارت ممکن ہو سکے گی، رپورٹ کے مطابق اگر علاقائی رکاوٹیں دور ہو جائیں تو تجارت کے نتیجے میں روزگار کے بڑے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں، دنیا کا تیز تر ترقی کرنے والا علاقہ ہونے کے باوجود پاکستان کی علاقائی تجارت کا تناسب محض نو فیصد ہے، تاہم جنوبی ایشیائی ممالک کی باہم تجارت صرف پانچ فیصد ہے۔ پاکستان اور بھارت جن معاشی مسائل کے انبار میں پھنسے ہوئے ہیں اس سے نکلنے کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ علاقائی تجارت کو آپشن کے طور پر اپنایا جائے۔ دونوں ممالک اگر باہمی اعتماد سازی کے اقدامات اٹھائیں تو ان کی معاشی ترقی کی رفتار انتہائی تیز ہوسکتی ہے۔ عالمی بنک کی ایک رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ تجارتی پابندیاں جنوب ایشیائی ممالک کے مابین ہیں۔ جنوبی ایشیا کے

ممالک میں پاکستان کے فضائی روابط سب سے کم ہیں۔ پاکستان سے ایک ہفتہ میں بھارت اور افغانستان کے لئے چھ فلائیٹس ہیں۔ سری لنکا اور بنگلہ دیش کے لئے دس دس فلائیٹس اور نیپال کے لئے صرف ایک فلائیٹ۔ مالدیپ اور بھوٹان کے لئے پاکستان سے کوئی فلائیٹ نہیں ہے۔ اس کے برعکس بھارت کی سری لنکا کے لئے ایک ہفتہ میں 147، بنگلہ دیش 67، نیپال 71، مالدیپ 32، افغانستان 22 اور بھوٹان کے لئے 23 فلائیٹس ہیں۔ عالمی بینک کی ایک اور رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ جنوبی ایشیا کے ملکوں خاص طور پر پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کی راہ میں وہ رکاوٹیں ہیں جن کا تعلق براہ راست تجارتی معاملات اور غیر تجارتی معاملات سے ہے اور جب تک ان کو دور نہیں کر لیا جاتا خطے کے ملکوں خاص طور پر پاک بھارت تجارت کے حجم میں اضافہ ممکن نہیں۔

دونوں ممالک کے درمیان گزشتہ کئی برس سے سرد جنگ کی سی کیفیت ہے اور سرحدوں پر آئے دن گولہ باری بھی ہوتی رہتی ہے۔ معاشی امور کے ماہرین کے خیال میں اس کشیدہ صورتِ حال کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان تجارت کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔ معاشی امور کے ماہرین کے خیال میں پاکستان کئی شعبوں میں تجارت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بھارت کی مارکیٹ بہت بڑی ہے، جس سے یقیناً پاکستان کو فائدہ ہوسکتا ہے۔ سروسز میں پاکستان کے بینکنگ سیکٹر، صنعت میں پاکستان کی ٹیکسٹائل جو بھارت میں پہلے ہی بہت مقبول ہے، زراعت میں چاول، پھلوں میں آم اور یہاں تک کہ ڈرامے اور فلموں میں بھی ہمیں فائدہ ہوسکتا ہے۔ اگر دونوں ممالک کے تعلقات میں حقیقی معنوں میں بہتری آتی ہے اور اعتماد بھی بحال ہوتا ہے تو ہمیں ٹرانزٹ ٹریڈ میں بھی فائدہ ہوسکتا ہے۔ ہم بھارت کو افغانستان اور وسطی ایشیا کے لیے راہداری کی سہولت دے سکتے ہیں، جس سے ہمیں ٹول ٹیکس کی مد میں اچھا خاصا پیسہ مل سکتا ہے۔ معروف صنعت کاروں کے خیال میں میڈیسن کے شعبے میں ہم بھارت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ وہاں دوائیں سستی بھی ہیں اور زیادہ بہتر بھی: لیکن تجارت کے لیے کسی بھی قدم کو اٹھانے سے پہلے ہمیں اچھی طرح ہر پہلو کا جائزہ لینا چاہیے۔ پاکستان میں ماہرین اور دوسرے تمام اسٹیک ہولڈرز کو بیٹھ کر ایسے آئٹمز کی فہرست بنانی چاہیے، جس کو درآمد کرنا ضروری ہے اور جس سے مقامی صنعت کو نقصان بھی نہ ہو۔ بغیر سوچ و بچار کے تجارت کرنا پاکستان کے لیے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ صنعت کاروں کی طرح کچھ ماہرینِ معیشت بھی بھارت کے ساتھ پاکستان کی تجارت میں ملک کا فائدہ نہیں دیکھتے۔ ان کے خیال میں کیونکہ بھارت ایک بڑی مارکیٹ ہے، پاکستان کے لیے اس سے مقابلہ کرنا آسان نہیں ہوگا۔ معروف معیشت دانوں کے خیال میں نہ صرف پاکستانی صنعت متاثر ہوگی بلکہ زراعت کو بھی نقصان پہنچے گا: پاکستان کے مقابلے میں بھارت میں کسانوں کو زیادہ سبسڈی دی جاتی ہے۔ پاکستان میں صنعتی اور زرعی شعبوں کی حالت کوئی اچھی نہیں ہے۔ ہماری صنعتی پیداوار کی گنجائش بھی اتنی زیادہ نہیں ہے جتنی کہ بھارت کی ہے۔ ہم تو جی ایس پی پلس سے بھی فائدہ نہیں اٹھا پائے تو ان حقائق کے پیشِ نظر ہمیں اپنی مارکیٹ نہیں کھولنی چاہیے۔ اس سے بھارت کو فائدہ ہوگا اور ہمیں نقصان۔ لیکن یہ سچ اپنی جگہ پر موجود ہے کہ پاک بھارت تعلقات میں بہتری سے خطے کی عوام کی زندگیوں میں بہتری سکتی ہے۔

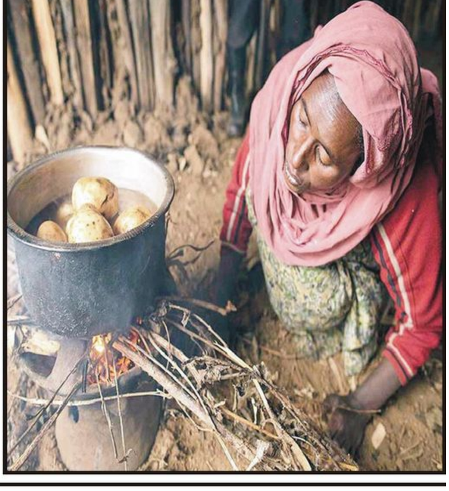

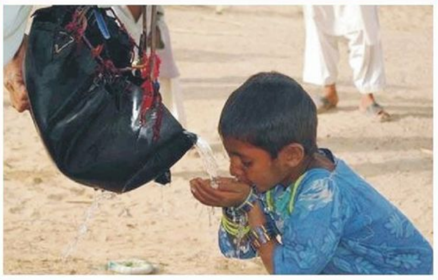

# صاف پانی کی تلاش

روشن لعل

خوراک اور ہوا کے علاوہ، جس تیسری شے کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں ہوسکتا اس کا نام پانی ہے۔ پانی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے جدید سائنس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ معیاری زندگی جینے کے لیے صرف پانی نہیں بلکہ صاف پانی پینا ضروری ہے۔ جدید سائنس کے کے تقاضوں نے ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ صاف پانی کے حصول کے لیے کسی فلٹریشن پلانٹ پر قطار میں کھڑا ہونا اور اپنی باری پر برتن میں پانی بھر کر گھر لانا پڑتا ہے۔ کبھی فرصت ہو تو غور کیجیے گا کہ موجودہ جدید دور میں ہم اس قدیم دور کے کتنے نزدیک ہو گئے ہیں جس میں پینے کے لیے پانی کسی کنویں، دریا یا ندی نالے سے مٹکے میں بھر کر لایا جاتا تھا۔ ویسے زیادہ غور کرنے کی بھی ضرورت نہیں جدید اور قدیم دور میں تبدیلی صرف برتن کی بناوٹ اور میٹریل میں آئی ہے باقی مشق تو وہی پرانی ہے۔ پرانے زمانے میں پینے کے لیے جو پانی رکھا جاتا تھا اس کے متعلق کبھی کسی نے ایسے نہیں کہا تھا کہ یہ صاف یا آلودہ ہے۔ پہلے وقتوں میں پانی جیسا بھی ہوتا تھا اور جہاں سے بھی لایا جاتا تھا اسے پی کر یہاں اچھے بھلے گاما پہلوان جیسے لوگ پیدا ہوتے رہے۔ پھر یہاں انگریزوں کا دور حکومت آیا جس میں ہمیں فراہمی آب کے جدید طریقوں سے روشناس کرایا گیا۔ اس دور میں فراہمی آب کے ساتھ ہمیں یہ بھی بتایا کہ نکاسی آب کا مناسب نظام کیا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں فراہمی و نکاسی آب کے سائنسی نظام کو مکمل ضابطوں کے تحت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ذریعے یہاں تعمیر کیا گیا۔ انگریزوں کے جانے کے بعد بھی، ان کے دیئے ہوئے فراہمی و نکاسی آب کے نظام کے مطابق یہاں لوگ گھروں میں ٹونٹی سے دستیاب پانی پیتے رہے۔ مٹکوں کے زمانے سے سرکاری نل کے دور تک لوگوں کو کبھی یہ ضرورت محسوس نہ ہوئی کہ پینے کے لیے استعمال کیے جانے والی پانی کو دیکھ کر پوچھیں کہ کہیں یہ آلودہ تو نہیں ہے۔ نل سے دستیاب پانی کا معیار پرکھنے کی ضرورت اس وقت پیش آئی، جب لوگ اسے پی کر دھڑا دھڑ پیٹ اور معدے کی بیماریوں میں مبتلا ہونے لگے۔ اس صورتحال میں جب سرکاری اداروں کی طرف سے فراہم کردہ پانی کو پرکھا گیا تو یہ خوفناک نتائج سامنے آئے کہ جس پانی کو ہم پینے کے لیے استعمال کرتے ہیں وہ نہ تو کیمیائی طور پر معیاری اور نہ ہی مائیکرو بیالوجی کے نقطہ نظر سے پینے کے قابل ہے۔ جب پینے کے پانی کے آلودہ ہونے کی وجوہات تلاش کی گئیں تو یہ باتیں سامنے آئیں کہ ایک تو پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور استعمال شدہ گندے پانی کے نکاس کی پائپ لائنیں سائنسی اصولوں برعکس ایک دوسرے کے انتہائی قریب نصب ہیں اور اس پر ستم یہ کہ ان کی تنصیب کے لیے انتہائی ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ فراہمی آب کے لیے ٹیوب ویلوں کی بورنگ تسلیم شدہ ڈیزائن کے مطابق اتنی گہرائی تک نہیں کی گئی جہاں زمین کی تہوں میں معیاری اور صاف پانی موجود ہے۔ یہاں یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ اس عمل کے دوران کون کون سے اعلیٰ عہدوں پر فائز تعلیم یافتہ انجینئروں نے رشوت اور کمیشن کی کمائی سے اپنے بچوں کی پرورش کی۔ اجلے لباس پہننے والوں نے اپنے گندے

افعال سے جس پانی کو آلودہ کیا اسے صاف کرنے کا یہ حل نکالا گیا کہ ہر گلی محلے میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کر دیئے جائیں تاکہ وہاں سے مرد حضرات اسی طرح گھروں میں پانی لائیں، جس طرح پرانے زمانوں میں کبھی عورتیں مٹکوں میں بھر کر لایا کرتی تھیں۔

نئے زمانے میں ماضی کی طرح پانی بھرنے کی مشق کے باوجود بھی ہمیں پینے کے لیے مطلق صاف پانی دستیاب نہیں ہو سکا۔ شومیٔ قسمت کہ پانی کے فلٹریشن پلانٹوں کی تعمیر بھی ان انجینئروں کے ذریعے کروائی گئی ہے جو فراہمی و نکاسی آب کی پائپ لائنوں کا ملاپ کر کے ہمارے لیے آلودہ پانی کی فراہمی کا بندوبست کرتے رہے۔ شاید ان انجینئروں کے سابقہ کارناموں کے پیش نظر ہی فلٹریشن پلانٹوں کے لیے فنڈز مہیا کرنے والے یو این او کے مطالبے پر حکومت کی طرف سے پنجاب فوڈ اتھارٹی کو یہ کام سونپا گیا کہ وہ نو تعمیر شدہ فلٹریشن پلانٹوں سے پانی کے نمونوں کا تجزیہ کر کے یہ بتائیں کہ پانی آلودگی سے پاک ہو چکا ہے یا جوں کا توں ہے۔ یہ شہباز شریف کے وزارت اعلیٰ کے دور کی بات ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی طرف سے پنجاب کے مختلف شہروں کے فلٹریشن پلانٹوں سے اکٹھے کیے گئے پانی کی نمونوں کے تجزیے کی رپورٹ باقاعدہ اجرا سے پہلے ہی منظر عام پر آ گئی جس کے بعد ایک انگریزی اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ پانی کے کیمیائی اور مائیکرو بیالوجیکل تجزیوں کے مطابق فلٹریشن پلانٹوں کا پانی بھی آلودگی سے مکمل پاک نہیں ہے۔ اخبار کی خبر میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ پانی کے نمونوں کی تجزیاتی رپورٹ کے اجرا میں تاخیر کی وجہ یہ بنی کہ مختلف شہروں میں موجود واسا کے اعلیٰ حکام پنجاب فوڈ اتھارٹی پر دباؤ ڈالتے رہے کہ ان کے خلاف آنے والی رپورٹ کو منظر عام پر نہ آنے دیا جائے۔ خیر یہ تو ماضی کی بات ہے جبکہ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں جو واٹر فلٹریشن پلانٹ تعمیر کیے گئے تھے ان کی بہت بڑی تعداد بروقت مرمت نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑی ہے اور جو چل رہے ان کا پانی بھی طے شدہ معیار کے مطابق صاف نہیں ہے۔ صاف پانی کے طالب و متلاشی لوگوں پر ستم کی انتہا یہ بھی ہے کہ یہاں بند بوتلوں میں ملنے والے پانی کو بھی معیاری اور آلودگی سے پاک قرار نہیں دیا جاتا۔ پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز کی تحقیق کے مطابق یہاں بوتلوں میں بند پانی بھی آلودہ ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بوتلوں میں صاف پانی فراہم کرنے کا دعویٰ کرنے والے بھی اپنے کاروباری معاملات میں شفاف نہیں پائے گئے۔ پاکستان میں دستیاب بوتلوں میں بند پانی ویسے تو ہر خاص و عام کی ضرورت بن گیا ہے مگر اس صنعت سے وابستہ لوگوں میں سے کچھ کے رویے ایسے ہیں جنہیں ہرگز انسان دوست تصور نہیں کیا جا سکتا۔ بوتلوں میں بند پانی کی فراہمی صنعتی عمل کے ذریعے ممکن ہوتی ہے۔ ویسے تو یہاں مجموعی طور پر صنعتی افزائش کا طے شدہ ہدف کبھی بھی پورا نہیں ہوا مگر ناجائز منافع خوری کے وسیع امکانات کے سبب بند بوتلوں کی صنعتوں اور پلانٹ کی تنصیب میں یہاں دن دگنی رات چوگنی نمود دیکھنے میں آ رہی ہے۔ پانی کو آلودہ کر کے مال بنانے والے انجینئروں اور صنعت کاروں کے احتساب کا مطالبہ اب کس سے کیا جائے، یہاں تو محتسب کے منصب پر فائز لوگوں کے احتساب کے مطالبات زوروں پر ہیں۔ اسی سبب زیر نظر تحریر کے ذریعے سے یہاں صرف یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اگر وطن عزیز میں کیلشیم، میگنیشیم، پوٹاشیم، کاربونیٹ، ہائیڈروجن کاربونیٹ، کلورائیڈ، سلفیٹ، نائٹریٹ اور فلورائیڈ کی ضروری مقدار سے زیادہ آمیزش والا آلودہ پانی پینے کو ملتا رہا تو ہمارے معاشرے کے اکثر لوگوں کے پیٹ کی دردناک بیماریوں کے علاوہ کینسر اور ہڈیوں کے ٹیڑھا ہونے جیسے بیماریوں میں مبتلا ہونے کے امکانات مزید سے مزید تر ہوتے جائیں گے۔

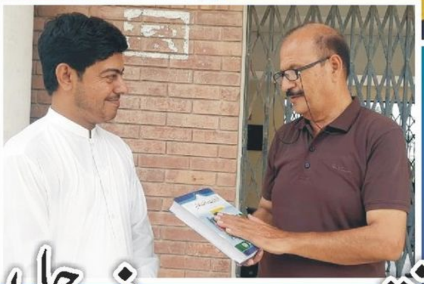

# معروف سوشیالوجسٹ، محقق، ریفارمر پروفیسر جلیل بٹ ایڈووکیٹ کا انٹرویو

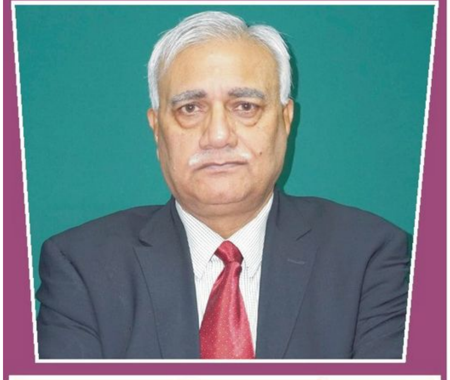

انٹرویو غلام مصطفیٰ چوہدری

پروفیسر جلیل بٹ ایڈووکیٹ ایک معروف سوشیالوجسٹ، ریفارمر، محقق اور انسانی حقوق کے انتہائی متحرک رہنما ہیں۔ انھوں نے جینڈر سٹڈیز اینڈ سوشل ڈیویلپمنٹ میں پی ایچ ڈی، سوشیالوجی میں ایم فل اور ایل ایل ایم ان انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کیا ہوا ہے۔ وہ انسانی حقوق کے کئی قومی اور بین الاقوامی اداروں میں اپنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور پنجاب یونیورسٹی سمیت کئی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بطور پروفیسر فرائض سرانجام دے چکے ہیں جبکہ آج کل وہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ سوشیالوجی میں ہیومن رائٹس کا مضمون پڑھا رہے ہیں۔ ماہنامہ ہیومن رائٹس واچ میگزین نے ان کے ساتھ ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا ان سے ہونیوالی معلوماتی گفتگو قارئین کے پیش خدمت ہے۔

سوال: آپ اپنی ذاتی زندگی اور فیملی کے بارے میں بتائیں اپ کہاں پیدا ہوئے اور کن کن تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی؟

السلام علیکم: سب سے پہلے میں جناب چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ماھنامہ ہیومن رائٹس واچ میگزین کے لیے مجھے انٹرویو کی دعوت دی ہے۔ میں ساہیوال کے ایک چھوٹے سے قصبے عارف والا میں پیدا ہوا ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں میں نے اپنی ابتدائی زندگی عارف والا سی بلاک کے محلّہ میں گزاری۔ میری دو بڑی بہنیں گھر کے قریب ایک سکول میں زیر تعلیم تھیں جن کے ساتھ میں نے سکول جانا شروع کیا میرا پہلا جو تعلیمی ادارہ تھا وہ ایک سماجی فلاحی خواتین کی تنظیم کا ادارہ تھا۔ اس طرح میں نے اپنی ابتدای تعلیم ایک این جی او کے سکول سے حاصل کی پھر میں نے گورنمنٹ مڈل سکول نمبر 2 عارف والا سے مڈل پاس کیا جبکہ میٹرک میں نے سیالکوٹ کے کمپری ہینسیو سکول سے کیا اس کے بعد مرے کالج سیالکوٹ سے ایف ایس سی کیا اور گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال سے گریجویشن مکمل کی۔ گریجویشن کے بعد میں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں سوشیالوجی ڈیپارٹمنٹ میں ایم اے میں داخلہ لیا اور ایم اے سوشیالوجی پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ اس کے بعد میں نے ایل ایل بی کا امتحان بھی پاس کیا۔

سوال: آپ کو انسانی حقوق اور سماجی شعبے میں کام کرنے کی تحریک کیسے ملی، کیا کوئی ذاتی تجربہ یا واقعہ تھا جو آپ کے اس راستے پر چلنے کا سبب بنا؟

انسانی حقوق اور سماجی شعبہ میں کام کرنے کی تحریک ملتی ہی اسے ہے جس کا بچپن سے ہی رجحان اس طرف ہو تو الحمدللہ بچپن کے زمانے سے ہی مجھے اس طرف خاص لگاؤ تھا کسی کے ساتھ زیادتی ہوتی تو میں بہت زیادہ محسوس کرتا دوسروں کے حقوق کو محسوس کرنے کا جذبہ میرے خالق نے میری تخلیق کرتے وقت میرے

ساتھ ہی ڈالا اور سماجی شعبے میں کام کرنے کے تحریک ایسے ملی کہ میری ابتدائی تعلیم ہی ایک سماجی فلاحی ادارے سے ہوئی جس سے میرے اندر جو خدمت خلق کا جزبہ موجود تھا اس کو تقویت ملی۔ میری اور دوسرے بہن بھائیوں کی تربیت میں ہماری والدہ کا بہت کردار ہے انہوں نے ہمیں انسانیت کی خدمت کا درس دیا اور باوقار طریقے سے رہنا سکھایا میں کسی خاص حادثاتی طور پر سماجی خدمت کے شعبے میں نہیں آیا خدمت خلق کا جذبہ بچپن سے ہی موجود تھا اور یہ والدین کی تربیت اور اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ ہے۔

سوال: آپ نے سماجی شعبہ میں آنے کے بعد کن کن اداروں کے ساتھ کام کیا اور خاص طور پر اپ اپنی سماجی اور انسانی حقوق کے لیے جو خدمات ہیں اس کے بارے میں بھی ہمارے قارئین کو آگاہ کیجئے؟

میری سماجی شعبے میں کام کرنے کی ابتدا 1982 سے شروع ہوگئی تھی وہ اس طرح تھا کہ میں نے بی اے کے پیپر دینے کے بعد سب سے پہلے ینگ والنٹیرز پاکستان کے نام سے ایک سماجی تنظیم بنائی پھر دانش کے نام سے ایک سماجی تنظیم قائم کی اس کے بعد میں نے سوشل ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن تنظیم بنائی اور ان تنظیموں میں کئی لوگوں کو ساتھ شامل کیا اور سماجی سرگرمیاں کیں جب میں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے سوشیالوجی مکمل کیا تو 1985 میں مجھے سب سے پہلے پنجاب گورنمنٹ کے ادارے ہوم ڈیپارٹمنٹ میں جاب کا موقع ملا تو میں نے وہ لوگ جو کرائم کی دنیا میں کسی وجہ سے پہلی بار آ جاتے ہیں ان کی سماج میں بحالی (Rehabilitation) کے حوالے سے کام کیا یہ سرکاری سطح پر میرا پہلا سماجی کام تھا تو اسی کے ساتھ ساتھ میں نے انسانی حقوق کے لیے بھی کام شروع کر دیا۔ 1987 میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میں سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں تعینات ہوا اور بورے والا میں میڈیکل سوشل ویلفیئر پروجیکٹ میں کام کرنا شروع کیا 1987 سے لے کر 2001 تک سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے کئی پراجیکٹس میں کام کیا اس دوران کئی اور اداروں کے ساتھ بھی سماجی کام کرنے کے مواقع بھی ملے اور بہت سے تربیتی پروگراموں میں بھی حصہ لیا پھر 2001 سے 2004 تک بچوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیم سپارک کا صوبہ پنجاب کا کوارڈینیٹر رہا اور اسی دوران غلام مصطفیٰ چوہدری صاحب جو کہ اس وقت پاکستان کونسل فار ہیومن رائٹس کے روح رواں اور سیکرٹری جنرل تھے ان کے ساتھ بھی انسانی حقوق کے نیٹ ورک میں رابطہ رہا ان کے ساتھ میری ملاقاتیں میری زندگی کا ایک اثاثہ ہیں اس کے بعد پنجاب حکومت کے ایک ادارے چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں یونیسیف کی طرف سے بطور کنسلٹنٹ کام کیا میں نے وکالت کا امتحان بھی پاس کیا ہوا تھا پھر میں نے گورنمنٹ کی ملازمتیں چھوڑ کر بطور وکیل پریکٹس شروع کر دی اور 2005 میں بطور ہیومن رائٹس وکیل عارف والا میں اپنا چیمبر قائم کیا اور بطور انسانی حقوق کے وکیل اور مفاد عامہ کے کیسوں پر کام کرنا شروع کر دیا اس دوران ہی این جی اوز میں کام کرنے والے کارکنوں کے لیے تربیتی پروگرام بھی کیے۔ پھر میری بطور وزٹنگ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی ایل ایل بی پانچ سالہ کورس پڑھانے کے لیے تعیناتی ہوگئی اور مجھے وہاں ایل ایل بی کے سٹوڈنٹس کو بطور پروفیسر پڑھانے کا موقع ملا اس کے بعد حکومت پنجاب کے ایک ادارے پنجاب کمیشن ان دا سٹیٹس اف وومن (PCSW) میں مجھے بطور ممبر چار سال کے لیے تعینات کیا گیا جہاں میں نے 2015 سے لے کر 2018 تک بطور کمیشن ممبر کام کیا اور خواتین کے حقوق کے لیے بننے والی لیگل کمیٹی کا چیئرپرسن بھی رہا اس کے بعد میں نے دوبارہ شعبہ تعلیم و تدریس کو جوائن کیا اور اپنے سماجی سرگرمیوں کے علاوہ اج کل تعلیم و

تدریس سے بھی وابستہ ہوں۔

سوال: آپ کے خیال میں ہمارے ملک اور اس خطے میں انسانی حقوق کی موجودہ صورت حال کیا ہے؟ اور انسانی حقوق کے لے کام کرنے والے کارکن کن کن بنیادی چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں؟

ہمارے ملک اور اس خطے میں انسانی حقوق کی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے خصوصی طور پر جنوبی ایشیا کے ممالک میں انسانی حقوق کی صورتحال دنیا کے سامنے ہے۔ انسانی حقوق کی صورتحال اطمینان بخش نہ ہونے کی بڑی وجہ وجہ سول سوسائٹی اور حکومت کرنے والے اداروں کے درمیان خلا ہے۔ اس ماحول میں انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے کارکنوں کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے اس کی ایک وجہ انسانی حقوق کے کارکنوں میں مہارت اور اگاہی کا نہ ہونا بھی ہے ہمارے ملک اور اس خطہ میں انسانی حقوق کی صورتحال بہتر نہ ہونے کی وجہ عوام میں انسانی حقوق کے بارے میں شعور اور اگاہی کا نہ ہونا بھی ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں کمی انے کی بجائے اضافہ ہوتا جا رہا ہے انسانی حقوق کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے سول سوسائٹی اور عوام کا باشعور ہونا بہت ضروری ہے علاوہ ازیں حکمرانوں کی ترجیحات میں بھی انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کو ہونا چاہیے اور اس کے لیے سول سوسائٹی، عوام اور حکمران طبقہ میں رابطوں کا دائرہ کار وسیع اور مضبوط ہونا ضروری ہے اس طرح شہری، سماج اور حکمرانوں میں بہتر تعلق اور ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔

سوال: انسانی حقوق کی جدوجہد میں اب تک

کی سب سے بڑی کامیابی کیا رہی ہے جس پر آپ فخر محسوس کرتے ہیں؟

انسانی حقوق کی جدوجہد کے نتیجے میں وقت کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کے مائنڈ سیٹ میں تبدیلی تو آ رہی ہے تعلیمی اداروں میں انسانی حقوق کا مضمون شامل کیا جانا بھی ایک کامیابی ہے جبکہ سول سوسائٹی میں بھی امپاورمنٹ بڑھ رہی ہے شہریوں میں شعور میں اضافہ ہونا ،انسانی حقوق کی جدوجہد میں تیزی غیر سرکاری تنظیموں کے متحرک کردار کی وجہ سے معاشرے میں انسانی حقوق کی صورتحال میں بہتری آ رہی ہے جو کہ اطمینان بخش ہے جبکہ انسانی حقوق تحفظ اور فروغ کے لیے ابھی مسلسل جدوجہد کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: کیا بطور ایک وکیل اور انسانی حقوق کے علمبردار آپ انسانی حقوق کے متعلق کسی ایسے کیس کا ذکر کر سکتے ہیں جس نے آپ کو جذباتی طور پر زیادہ متاثر کیا ہو؟ اور اس کیس کے نتائج کیا تھے؟

میں انسانی حقوق کے کارکن کے طور پر کام کرنے کے علاوہ بطور وکیل بھی کام کر رہا ہوں انسانی حقوق کے لیے میرے کام کا آغاز 1982 سے ہوا اور بطور وکیل 2005 سے پریکٹس کا اغاز کیا اس دوران انسانی حقوق کے متعلق بہت سے کیسوں پر کام کیا اور کئی لوگوں کو ان کے حقوق دلانے میں کردار ادا کیا میں 2001 سے 2004 تک انسانی حقوق اور بچوں کے لیے کام کرنے والی ایک معروف تنظیم سپارک کا صوبہ پنجاب میں کوارڈینیٹر رہا اور اس دوران بچوں اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے کے بہت مواقع ملے اور مجھے مختلف جیلوں کے دورے کرنے کا بھی اتفاق ہوا اور پنجاب کے 22 شہروں میں جیلوں میں جانے کا موقع ملا وہاں قیدی بچوں سے بھی ملاقاتیں ہوئی جنہوں نے جیلوں میں اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں اگاہ کیا جن میں جنسی زیادتیاں بھی شامل تھیں اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انہیں انکار کرنے کی صورت میں تشدد کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے یہ سب جان کر بہت دکھ ہوا اور یہ سب واقعات ہم نے اعلی حکام تک پہنچائے جنہوں نے اس کا نوٹس بھی لیا اس کے علاوہ گھریلو تشدد بچوں سے زیادتیوں کے بارے میں بہت سے واقعات میں اپنی خدمات مہیا کی انسانی حقوق کی کئی خلاف ورزیاں دل ہلا دینے والی ہوتی ہیں اور جذباتی طور پر ایسے واقعات بہت اثر انداز بھی ہوتے ہیں۔

سوال: آپ انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں کے کردار کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ کیا ان کا تعاون آپ کے کام میں مددگار ثابت ہوتا ہے؟

انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی عالمی تنظیمیں دو طرح کی ہیں ایک وہ ہیں جو حقیقی معنی میں سول سوسائٹی کی نمائندہ ہیں دوسرے وہ جو حکومت کے زیر انتظام اور زیر اثر کام کرتی ہیں جو حکومتوں کے زیر اثر کام کرنے والے ادارے ہیں ان کی نچلی سطح پر ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر نظر کم ہوتی ہے جبکہ یہ بین الاقوامی تنظیمیں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے پاپولر کیسوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں جن سے میڈیا میں ان کو کوریج حاصل ہو مقامی سطح پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا بین الاقوامی تنظیمیں اتنا نوٹس نہیں لیتی وہ صرف پاپولر کیسوں پر ہی اپنے وسائل اور وقت صرف کرتے ہیں اور سلیکٹڈ کیسوں کو ہی توجہ کا مرکز بنایا جاتا ہے ان کو مقامی سطح پر بھی توجہ دینی چاہیے کیونکہ کئی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے کیسوں میں مقامی غیر سرکاری تنظیمیں بیوروکریسی کے سامنے بے بس ہو جاتی ہیں جہاں ان کو بین القوامی اداروں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے بین الاقوامی اداروں کو مقامی سطح پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر زیادہ توجہ دینی چاہیے موجودہ صورتحال میں بین الاقوامی تنظیموں کا مقامی سطح پر انسانی حقوق کی ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں مقامی غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ اپنا نیٹ ورک فعال بنانا چاہیے جبکہ موجودہ صورتحال میں بین القوامی تنظیموں کا مقامی سطح میں انسانی حقوق کی ورزیوں کی روک تھام میں کردار اطمینان بخش نہیں اس لیے ان کو مقامی تنظیموں سے رابطوں کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے تاکہ مقامی سطح پر انسانی حقوق کی پامالیوں کا موثر انداز میں نوٹس لیا جا سکے۔

سوال: آپ کے خیال میں عوام میں انسانی حقوق کی آگاہی بڑھانے کے لیے کیا اقدامات کیے جانے چاہئیں؟ کیا میڈیا اس میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے؟

عوام میں انسانی حقوق کی آگاہی کے لیے اب تک جو اقدامات ہوئے ہیں وہ تسلی بخش نہیں عوام کو اب بھی نہیں پتا کہ ان کے حقوق کیا ہیں بلکہ یہاں تک کہ پڑھے لکھے لوگوں کو بھی بنیادی حقوق کے بارے مکمل آگاہی نہیں میرا یہ خیال ہے کہ اگاہی کے لیے ضروری نہیں کہ ہر چیز تحریری شکل میں ہو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا ہر شہری تو پڑھا لکھا نہیں ان میں اگاہی کے لیے میڈیا، فلم، ڈرامہ اور تھیٹر موثر ذریعہ ہیں یہ وہ کلچرل ٹولز ہیں جن کو ہم استعمال نہیں کرتے الیکٹرانک میڈیا ، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا بڑے اگاہی کے سورس ہیں شعور اور اگاہی کے لیے ہمیں جدید ٹولز استعمال کرنے ہوں گے اور گراس روٹ لیول پر اگاہی فراہم کرنے کی ضرورت ہے اس کے لیے کلچرل ٹولز کے علاوہ مساجد بھی بہت بڑا اور موثر ذریعہ ہیں جبکہ سول سوسائٹی کی مقامی تنظیموں کو اس سلسلے میں بہت زیادہ فعال کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال: انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے افراد کو کیا کیا خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے کارکنوں اور ڈیفینڈرز کے لیے حکومتی سطح پر غیر جمہوری رویہ رکھنے والے خطرات کا باعث ہوتے ہیں اس کے علاوہ روایتی سوچ رکھنے والے سٹیٹس کو کے حامی لیڈرشپ بھی انسانی حقوق کارکنوں کو اپنے راستے میں رکاوٹیں تصور کرتے ہیں مگر انسانی حقوق کے کارکنوں کو ان خطرات سے نمٹنے

کے لیے مکمل باشعور اور تربیت یافتہ ہونا چاہیے تب ہی وہ ہر طرح کے خطرات سے بے نیاز ہو کر انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے کام کر سکتے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں مستقبل میں انسانی حقوق کی تحریک میں کون سے نئے چیلنجز سامنے آسکتے ہیں؟ اور آپ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے کیا حکمت عملی اپنانا چاہیں گے؟

جس تیزی سے ٹیکنالوجی ترقی کر رہی ہے اور ائی کیو اے ائی جو سلسلہ ہے وہ انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والوں کے لیے بھی ان کے کام کو روکنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے انسانی حقوق کے کارکنوں کی تربیت اس طرح ہو کہ وہ تمام قوانین اور سائبر لاز کو سمجھتے ہوں اور انسانی کے تحفظ کے لیے کام کرنے کے جدید طریقوں سے بھی واقفیت رکھتے ہوں اور ائی ٹی میں بھی ان کو عبور حاصل ہو اس طرح سے انسانی حقوق کارکن انے والے چیلنجز اور خطرات سے نپٹ سکتے ہیں۔

سوال: آپ نے جیلوں میں بھی قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیا ہے، کیا پاکستان کی جیلوں میں قیدیوں کو ان کے حقوق حاصل ہیں؟

میں 1985 سے لے کر اب تک جیلوں میں قیدیوں کے بارے میں کام کر رہا ہوں خصوصی طور پر 2001 سے 2004 تک سپارک کے صوبائی کوارڈینیٹر کے طور پر پنجاب کی مختلف 22 جیلوں میں جانے کا اتفاق ہوا ان جیلوں میں قیدیوں کے لیے ایک جیل مینول ہوتی ہے جس کے مطابق ان کو حقوق حاصل ہوتے ہیں مگر قابل افسوس بات یہ ہے کہ جیل مینول پر عمل درامد نہیں کیا جاتا دراصل قیدیوں کی دنیا ہی الگ ہے جیل کا سپرنٹینڈنٹ اور عملہ خوف کی ایک علامت ہوتا ہے کسی کو جیل میں جیل مینول کے مطابق اپنا حق مانگنے کی جرات نہیں ہوتی جیل مینول اور عالمی قوانین کے مطابق جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ سلوک نہیں کیا جاتا جیلوں میں قیدی بچوں اور خواتین کے بارے میں بھی صورتحال تسلی بخش نہیں جیلوں میں کرپشن، منشیات، جنسی ہراسمنٹ وغیرہ پائے جاتے ہیں جیلوں کے نظام کو بہتر کرنے کے لیے جو ریفارمز ہو رہی ہیں اس کے نتیجے میں

جیلوں کے عملے کے رویوں میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے جیلوں میں مزید ریفارمز کی ضرورت ہے اس سلسلے میں غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ کوارڈینیشن ہونا چاہیے اور ان کو جیلوں کے وزٹ کرنے میں کوئی دشواریاں نہیں انی چاہیے اور نہ ہی ان سے جیلوں کے کوئی بھی معاملات کو چھپانا چاہیے۔

سوال: قیدی بچوں اور عورتوں کے جیلوں میں مسائل کیا کیا ہیں؟

پنجاب میں جیونائل جسٹس سسٹم کے تحت فیصل آباد اور بہاولپور میں خاص طور پر بچوں کی جیلیں ہیں جنہیں بورسٹل جیل بھی کہتے ہیں باقی جیلوں میں ٹرائل کے دوران قیدی بچوں کو علیحدہ بیرکس میں رکھا جاتا ہے اور سزاؤں کے بعد ان کو فیصل آباد اور بہاولپور کی بچوں کی جیلوں میں بھجوا دیا جاتا ہے قانون کے مطابق 18 سال سے کم جو بچے ہوں ان کو جیلوں میں علیحدہ بچوں کی بیرکس میں رکھا جاتا ہے خواتین کی علیحدہ جیل ملتان میں ہے جہاں سزا یافتہ قیدی خواتین کو رکھا جاتا ہے جبکہ انڈر ٹرائل قیدی خواتین کو جیلوں میں خواتین کی بیرکس میں الگ رکھا جاتا ہے جیل مینول اور عالمی قوانین کے مطابق انڈر ٹرائل خواتین کا کسی حد تک خیال رکھا جاتا ہے کیونکہ عالمی سطح پر بہت پریشر بھی ہوتا ہے کہ قیدی خواتین کو تمام حقوق دیے جائیں قیدی بچوں کے بارے میں بھی شکایات پائی جاتی ہیں کہ ان کو جیل میں رولز کے مطابق سہولیات میسر نہیں اب تک ہونے والی جیل ریفارمز کو تسلی بخش تو نہیں کہا جا سکتا مگر ان ریفارمز سے کچھ بہتر تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور اس کو اور مزید بہتر بنانے کی ضرورت بھی ہے اب تک ہونے والی جیل ریفارمز میں جیل سٹاف کی ٹریننگ کے انسٹیٹیوٹ ساہیوال لاہور میں بنائے گئے ہیں جن میں جیل سٹاف کی ٹریننگ کی جاتی ہے جس کے نتائج اچھے آ رہے ہیں۔

سوال: قیدیوں کے مسائل کے حل کے لیے کن کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

جیلوں میں بند لوگوں کے بارے میں عام طور پر تصور کیا جاتا ہے کہ یہ سب قیدی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے جیل میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں جن میں انڈر ٹرائل اور سزا یافتہ قیدی ہوتے ہیں جن کے مسائل بھی الگ الگ ہیں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ جیلوں میں کافی تعداد میں ایسے قیدی بھی موجود ہیں جو اپنی سزا تو پوری کر چکے ہیں مگر جرمانہ ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے جیل کاٹ رہے ہیں اس کے علاوہ چھوٹے موٹے جرائم میں ملوث لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو پیرول پر بھی رہا کیا جا سکتا ہے اور پروبیشن سسٹم کے ذریعے ان کو جیل جانے سے بچایا بھی جا سکتا ہے اس بارے میں بڑے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے جیل میں جو قیدی ہیں وہ اگر اپنی قید کا ون تھرڈ حصہ گزار لیں اور ان کا کردار ٹھیک رہا ہو تو ان کو کچھ شرائط کے ساتھ پیرول سسٹم کے تحت جیل سے باہر رکھا جا سکتا ہے اور یہ بھی ایک اہم بات ہے کہ جیلوں میں 60 فیصد کے قریب ایسے لوگ ہیں جن کو ہم پروبیشن سسٹم کے تحت رہا کر سکتے ہیں پاکستان کے جیلوں کے اندر پروبیشن (Probation) اور پیرول (Parole) سسٹم پر موثر عمل درامد ہونے سے قیدیوں کے حالات بہت بہتر کیے جا سکتے ہیں مگر اس طرف حکومت کی توجہ نہیں جیلوں میں گنجائش سے کہیں زیادہ قیدی ہونے کی وجہ سے بہت سے مسائل ہیں جبکہ پروبیشن اور پیرول سسٹم کے تحت قیدیوں کو رہا کر کے جیلوں میں قیدیوں کی تعداد میں کمی کی جا سکتی ہے جس سے گنجائش سے زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے قیدیوں کے جو مسائل ہیں ان میں کمی لائی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا آپ پاکستان میں غیر سرکاری سماجی تنظیموں کے کردار سے مطمئن ہیں یا سماجی تنظیموں کے کام کرنے کے طریقہ کار میں جدید تقاضوں کے مطابق تبدیلیوں کی ضرورت ہے؟

پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں کا کردار تسلی بخش ہے اگر انسانی حقوق اور قیدیوں کے حقوق کے لیے کوئی اواز اٹھتی ہے تو وہ غیر سرکاری تنظیموں کی جانب سے ہی ہوتی ہے پاکستان میں اس وقت بہت سی غیر سرکاری تنظیمیں کام کر رہی ہیں ان تنظیموں کے علاوہ اس وقت

ہیومن رائٹس اور سول سوسائٹی نیٹ ورک (HRCN) موثر طریقے سے کام کر رہا ہے اس کے علاوہ ایچ ار سی پی، سپارک، روزن، ساحل، عورت فاؤنڈیشن کا بھی انسانی حقوق کے لیے جدوجہد کرنے میں کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ انسانی حقوق کے ان اداروں اور حکومت کے درمیان فاصلوں کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اس کے لیے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو خصوصی کردار ادا کرنا چاہیئے اور غیر سرکاری تنظیموں اور حکومتی اداروں کے درمیان میٹنگز اور ڈائیلاگ کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ موثر طریقے سے انسانی حقوق کے تحفظ و فروغ کے لیے کام کیا جا سکے اگر پاکستان میں ہیومن رائٹس کے لیے جدوجہد کرنے والوں کا ذکر کیا جائے تو ان میں ماہنامہ ہیومن رائٹس واچ میگزین کے کردار کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا خاص طور پر اس میگزین کے چیف ایڈیٹر غلام مصطفیٰ چوری صاحب کا ہیومن رائٹس کے تحفظ اور فروغ کے لیے جدوجہد میں بڑا کردار ہے اب وہ بطور صحافی بھی ہیومن رائٹس کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں جس کے لیے ہیومن رائٹس واچ میگزین کا پلیٹ فارم استعمال کیا جا رہا ہے میں انسانی حقوق کے لیے ان کی مسلسل جدوجہد کا بہت بڑا مداح ہوں۔ پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا میں اس طرح کے اور بھی لوگوں اور اداروں کو سامنے آنا چاہیے تاکہ انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔

سوال: آپ انسانی حقوق اور سماجی کاموں کے دوران اپنی ذاتی زندگی اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے درمیان کیسے توازن قائم کرتے ہیں؟

انسانی حقوق اور سماجی کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے میری نجی اور فیملی زندگی اتنی آئیڈیل نہیں کیونکہ جتنا وقت مجھے اپنی فیملی کو دینا چاہیے وہ میں نہیں دے رہا جس کا احساس بھی رہتا ہے انسانی حقوق کی جدوجہد میں میری صحت بھی متاثر ہوئی ہے مگر انسانی حقوق کے لیے جدوجہد کرنے میں جو راحت اور خوشی ملتی ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا مگر یہ بات بھی سچ ہے کہ انسانی حقوق کے لیے جدوجہد کرنا کوئی پھولوں کی سیج بھی نہیں کیونکہ فیملی لائف کا اس میں متاثر ہونا تو یقینی ہوتا ہے میرا یقین ہے کہ ہماری جدوجہد کا صلہ ہمیں کسی اور

صورت میں قدرت کی طرف سے ضرور مل رہا ہوتا ہے اور میں اپنی انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے اب تک کی جانے والی جدوجہد سے بہت مطمئن ہوں۔

سوال: وہ کیا چیز ہے جو آپ کو اس مشکل جدوجہد میں آگے بڑھنے کی حوصلہ دیتی ہے؟

میں مسلسل 40 سال سے اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہوں مگر جب میں انسانی حقوق کی جدوجہد کرتے ہوئے مشکلات میں مبتلا لوگوں کے مسائل کو حل کرتا ہوں تو اس میں ایک خاص راحت ملتی ہے میرے سماجی روحانی محسوسات جو ہیں وہ میری موٹیویشن ہے میں جب لوگوں کی زندگی میں درپیش مشکلات کو کم کرنے کا باعث بنتا ہوں تو اس موقع پر مجھ کو خوشی کے ساتھ حوصلہ بھی ملتا ہے ۔انسانی حقوق کے لیے کام کرنے اور خدمت انسانی میں جو سکون اور اطمینان ملتا ہے وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: اس وقت آپ انسانی حقوق کے کن کن پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

میں قومی سطح کے ایک نیٹ ورک ہیومن رائٹس اینڈ سول سوسائٹی نیٹ ورک کا دو سال کے لیے چیئر پرسن منتخب ہوا ہوں اور یہ بڑی اہم ذمہ داری نبھا رہا ہوں اس نیٹ ورک کی طرف سے ہم ملک کے کئی شہروں میں انسانی حقوق کے کارکنوں اور نوجوانوں کی تربیت کر رہے ہیں اور میں مختلف سماجی تنظیموں کے ساتھ مل کر آگاہی اور تربیتی پروگرام بھی انعقاد کر رہے ہیں میں قائد اعظم یونیورسٹی میں ہیومن رائٹس کا سبجیکٹ بھی پڑھا رہا ہوں اس کے علاوہ کئی تنظیمیں اور ادارے بحیثیت ٹرینر میری خدمات بھی لیتے ہیں ہم اس وقت ملک میں انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے ٹرینرز کی ٹیم تیار کر رہے ہیں اور ہر تین ماہ بعد ٹرینرز کی ٹریننگ (TOT) کے لیے ورکشاپ بھی منعقد کرتے ہیں اس کے علاوہ ہم دسمبر میں انسانی حقوق کی ایک بڑی کانفرنس کا انعقاد بھی کر رہے ہیں اور جن پراجیکٹ کا میں نے ذکر کیا ہے یہی پراجیکٹ میرے چل رہے ہیں اور انہی پر کام جاری ہے۔

سوال: آپ اس وقت کون سی یونیورسٹی یا کالج میں پڑھا رہے ہیں نیز آپ کا تدریسی تجربہ کتنا ہے؟

میں نے 1982 سے گرجویشن لیول سے پڑھانا شروع کیا اور اب یونیورسٹی لیول میں پڑھا رہا ہوں اس وقت میڈیکل کے ایک پرائیویٹ کالج سے بھی وابستہ ہوں اور قائد اعظم یونیورسٹی اسلام اباد کے دو ڈیپارٹمنٹ میں پڑھا رہا ہوں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں بھی ان لائن پڑھاتا ہوں اس کے علاوہ ساہیوال میں ڈسٹرکٹ فارم سے بھی منسلک ہوں ایک معروف ادارے فافن کے ساتھ بھی کام کر چکا ہوں اس کے علاوہ کئی قومی اور بین القوامی اداروں کے ساتھ کام کر چکا ہوں جبکہ درس و تدریس کے شعبے سے میری وابستگی کو چالیس سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔

سوال: وہ لوگ جو انسانی حقوق کے میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں، انہیں آپ کیا مشورہ دیں گے؟

انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے کارکنوں کے لیے میرا پیغام یہ ہے کہ انسانی حقوق کا کام کرنے کے لیے مضبوط ارادے اور ہمت کی ضرورت ہے اس جدوجہد میں انے والے چیلنجز سے نہیں گھبرانا چاہیے انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والوں کے لیے ہم ایک بڑی سہولت فراہم کر رہے ہیں کہ وہ ہیومن رائٹس اینڈ سول سوسائٹی نیٹ ورک (HRCN) کو جوائن کریں اس نیٹ ورک کے تحت ان لوگوں کو جو ہیومن رائٹس کو بطور کیریئر لینا چاہتے ہیں ہم ان کو مانیٹرنگ ایڈوکریسی لابنگ رپورٹنگ اور دوسرے ٹریننگ کے مینولز کی ٹریننگ بھی دیتے ہیں انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے کارکنوں کے لیے یہ نیٹ ورک بہت مفید پلیٹ فارم ہے جس سے انسانی حقوق کے کارکنوں کو استفادہ حاصل کرنا چاہیے میں اخر میں ہیومن رائٹس واچ میگزین کی ٹیم کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی باتیں قارئین تک پہنچانے کا موقع فراہم کیا۔

# حسن نصر اللہ: بیروت میں سقوط ڈھاکہ والی صورتحال

تحریر: فرخ شہزاد

گزشتہ سال 7 اکتوبر کے حماس خودکش حملوں کو ایک سال ہونے والا ہے اس واقعہ کے بعد ایران اور اس کے فلسطینی اور لبنانی اتحادیوں کی اعلی شخصیات کی ٹارگٹ کلنگ کی فہرست طویل ہوتی جا رہی ہے۔ ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کی ہوائی حادثے میں ہلاکت بھی اس کھاتے میں ہے مگر ایرانی حکومت نے اس پر چپ سادھ رکھی ہے۔ دمشق میں ایرانی قونصل خانے پر حملے میں پاسداران انقلاب کے سربراہ جنرل علی رضا زاہدی ساتھیوں سمیت ہلاک ہوئے اور سفارتخانے کی عمارت ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ اس کے بعد حزب اللہ کے بانی خواد شکر اور حماس کے سربراہ اسمیل ہانیہ کو دو مختلف مقامات پر ایک ہی دن نشانہ بنایا گیا۔ اسرائیل کے سب سے بڑے مخالف حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ کی اپنے زیر زمین بنکر میں ہلاکت اس سیریز کا سب سے بڑا واقعہ ہے جس کے بعد اسرائیل سمجھتا ہے کہ اس کے سارے دشمنوں کی کمر توڑ دی گئی ہے مذکورہ بالا ہائی پروفائل واقعات کے بعد اسرائیل حملوں میں جاں بحق ہونے والوں میں اب ان سے بڑا کوئی نہیں بچا جسے اسرائیل نشانہ بنائے۔ حسن نصر اللہ کی شہادت کے بعد ایرانی روحانی رہنما علی خامنائی زیر زمین چلے گئے ہیں کیونکہ وہ بھی زد میں ہیں۔ لبنان میں پیجر پھٹنے کے واقعہ کے بعد حزب اللہ کے باہمی رابطوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اسرائیل نے چن چن کر تمام اعلی شخصیات جن کے ہاتھ میں جنگی قیادت تھی سب کو ختم کر دیا ہے اس وقت صورتحال پر ہے کہ غزہ کو ملیا میٹ کرنے کے بعد اسرائیلی ٹارگٹ بیروت ہے حسن نصر اللہ کے بعد حزب اللہ ان کے جانشین کا اعلان اس لیے نہیں کر رہے کہ انہیں خطرہ ہے کہ جسے جانشین بنایا جائے گا اسے اسرائیل ہوائی حملے میں مار ڈالے گا۔ فلسطین اور لبنان کی پوری ایئر سپیس پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔ اب معاملہ یہ درپیش ہے کہ حزب اللہ کے فائٹرز کے پاس ہزاروں کی تعداد میں میزائل کے جو ذخائر ہیں وہ یا تو اسرائیل کی بمباری میں تباہ ہو جائیں گے یا اسرائیل گراونڈ فورسز آپریشن کے ذریعے ان پر قبضہ کرے گا۔ جو حزب اللہ فائٹر باقی بچے ہیں ان کا مواصلاتی نظام اور باہمی رابطے ختم ہو چکے ہیں اور انہیں کہیں سے کمانڈ اینڈ کنٹرول ممکن نہیں رہا۔ ان حالات میں یہ فائٹر یا تو ان میزائلوں کو نذر آتش کریں گے تاکہ یہ اسرائیلی قبضے میں نہ چلے جائیں یا پھر وہ یہ سارے میزائل مزید وقت ضائع کیے بغیر اسرائیل پر پھینک دیں اور اپنی قیادت کی ہلاکت کا بدلہ لے لیں۔ حزب اللہ کے لیے سبق ہے کہ 1971 میں سقوط ڈھاکہ کے آخری لمحات میں ڈھاکہ ایئر پورٹ انڈین بمباری سے تباہ ہو چکا تھا اور پاکستانی جہازوں کا اڑنا ناممکن ہو گیا تو وہاں مقامی فوجی کمانڈز کو حکم دیا گیا کہ دشمن کے قبضہ میں آنے سے پہلے پہلے یہ جہاز اور تمام گولہ بارود کو نذر آتش کر دیں لیکن بدقسمتی سے یہ نہ ہو سکا اور ہمارے جنگی جہاز اور اسلحہ پر بھارت کا قبضہ ہو گیا۔ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں مذکورہ کمانڈر کے کورٹ مارشل کی سفارش کی گئی تھی جس پر عمل درآمد نہ ہوا۔

اس جنگ میں حماس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ انہوں نے جو 200 کے قریب اسرائیلی یرغمال بنائے تھے ان کی رہائی کے لیے اسرائیل منہ مانگی قیمت دے گا لیکن یہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ ماضی میں اسرائیل نے اپنے ایک ایک قیدی کے عوض سینکڑوں فلسطینی قیدی رہا کیے تھے لیکن اس دفعہ نیتن یاہو نے یرغمالیوں کو پس پشت ڈال کر موقع غنیمت جانتے ہوئے غزہ اور لبنان پر زمین تنگ کر

دی۔ حماس اور حزب اللہ کی افرادی قوت اور جنگی ڈھانچے کو جتنا نقصان پہنچ چکا ہے یہ دونوں تنظیمیں اگلے 25 سال تک نہیں اٹھ سکیں گی اور سلسلہ ابھی جاری ہے۔اسرائیل کی انٹیلی جنس بہت زیادہ متحرک ہے یہ سارے ہائی ویلیو ٹارگٹ انٹیلی جنس معلومات کی بنیاد پر نشانہ بنے ہیں۔ حسن نصر اللہ جس زیر زمین 14 منزلہ بنکر میں تھے اس کا کسی کو آج تک پتہ ہی نہیں تھا۔ اسرائیل نے مسلمانوں کی صفوں میں غدار خرید کر اپنے مقاصد حاصل کیے ہیں جس سے ان کی کامیاب مخبری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔حزب اللہ اور حماس کے بعد اسرائیل نے اب یمن میں حوثی عسکریت پسندوں پر ہوائی حملے شروع کر دیے ہیں جو اسرائیل کا تیسرا ٹارگٹ ہے۔اس سارے معاملے میں ایران کے لیے بہت بڑی مشکل آ کھڑی ہوئی ہے۔ اسرائیل اپنی تمام تر اشتعال انگیزی کے ذریعے کوشش کر رہا ہے کہ ایران اسرائیل پر حملہ کرے تاکہ وہ جواب میں امریکہ کے ساتھ مل کر ایران کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اس لیے ایران ابھی تک بیک فٹ پر ہے۔ اسرائیل چاہتا ہے کہ ایران ان پر کوئی ایک میزائل حملہ کر کے دکھائے مگر ایران محتاط ہے اسے پتہ ہے کہ خلیج میں امریکی بحری بیڑے اور ہزاروں فوجی موجود ہیں ایرانی معیشت کسی جنگ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ ایران کی پالیسی یہ ہے کہ خود کو بچا کر کسی آنے والی جنگ کے لیے تیاری کی جائے لیکن ایرانی عوام چاہتے ہیں کہ اسرائیل کو جواب دیا جائے کیونکہ اسرائیل بلا روک ٹوک غزہ اور لبنان کے بعد شام اور عراق کو بھی نشانہ بنا سکتا ہے۔ اس جنگ سے ان لوگوں کے ذہن بھی صاف ہو گئے ہیں جو سمجھا کرتے تھے کہ امریکہ اب سپر پاور نہیں رہا اور اگر حالات میں کشیدگی آئے گی تو روس جنگ میں کود پڑے گا ایسا کچھ نہیں ہوا۔ یورپ اور امریکہ نے مل کر یوکرائن کی مدد سے روس کو ماسکو تک محدود کر دیا ہے۔ امریکی ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہے ہیں کہ اسرائیل کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ حسن نصر اللہ کے قتل کے احکامات اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو نے امریکی سر زمین پر بیٹھ کر جاری کیے تھے اس دن میں اقوام متحدہ کے اجلاس میں شریک رہے تھے وہاں بھی انہوں نے یو این جنرل اسمبلی میں پوری دنیا کے سامنے کہا تھا کہ وہ حملے جاری رکھیں گے۔ مڈل ایسٹ کی موجودہ صورتحال اور دیگر مسلمان ممالک کی غیر جانبداری نے ثابت کر دیا ہے حکومت اور ریاست میں مذہب سے زیادہ مفادات کو اہمیت حاصل ہے کوئی بھی مسلمان ملک فلسطین اور لبنان کی حمایت میں اسرائیل سے لڑنے پر آمادہ نہیں۔

# دیہاڑی داروں سمیت تمام مزدوروں کی سیسی اور ای او بی آئی میں رجسٹریشن کا حکم

کراچی: سندھ ہائیکورٹ نے دیہاڑی داروں سمیت تمام مزدوروں کو سیسی اور ای او بی آئی میں شامل کرنے سے متعلق درخواست پر رجسٹریشن کرنے کا حکم دیدیا۔ جسٹس صلاح الدین پنہور کی سربراہی میں سندھ ہائی کورٹ کے 2 رکنی بینچ کے روبرو دیہاڑی داروں سمیت تمام مزدوروں کو سیسی اور ای او بی آئی میں شامل کرنے سے متعلق درخواست پر سماعت ہوئی۔ جسٹس صلاح الدین پنہور نے ریمارکس دیے کہ جس طرح جانوروں کی منڈی لگتی ہے اس طرح انسانوں کی بھی منڈی لگتی ہے۔ بدقسمتی سے وہ انسانوں کی منڈی ہر جگہ لگتی ہے۔ ہر چوک چوراہے پر انسانوں کی منڈیاں لگتی ہیں، جہاں مزدور کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ بھی ایک طرح کی منڈی ہے، جہاں صبح سے لے کر شام تک مزدور کھڑے ہوتے ہیں۔ عدالت نے سیسی حکام سے استفسار کیا کہ ان مزدوروں کے لیے آپ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا سیسی ان مزدوروں کے لیے بھی کچھ کرتی ہے۔ جسٹس صلاح الدین پنہور نے سیسی اور ای او بی آئی حکام سے استفسار کیا کہ ایسے بیچارے کہاں جائیں جن کو دیہاڑی نہیں ملتی۔ جسٹس صلاح الدین پنہور نے ریمارکس میں کہا کہ سیسی قانون میں ان مزدوروں کو شامل کیوں نہیں کیا جا رہا۔ سیسی کے پاس کتنے ورکرز رجسٹرڈ ہیں، جس پر سرکاری حکام نے بتایا کہ 8 لاکھ 76 ہزار مزدور رجسٹرڈ ہیں۔ عدالت نے ریمارکس دیے کہ آج سے 10 سال پہلے 6 لاکھ مزدور رجسٹرڈ تھے۔ 10 برس میں کیا صرف 2 لاکھ ہی مزدور بڑھے ہیں۔ جسٹس صلاح الدین پنہور نے ریمارکس دیے کہ جائیں پہلے

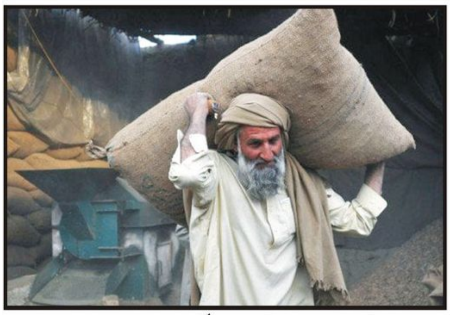

مزدوروں کی رجسٹریشن کریں۔ کمشنر سیسی پیٹرول پمپ، چوکوں چوراہوں پر جائیں۔ ہر جگہ آپ کو مزدور ملیں گے۔ لیکن آپ لوگوں نے کام نہیں کرنا ہے۔ عدالت نے کہا کہ ایگریکلچر ورکرز ایکٹ بھی موجود ہے۔ ان مزدوروں کے لیے کیا کیا گیا جو زراعت سے وابستہ ہیں۔ کیا ان کو صرف بینظیر کارڈ کے پیسے دیں گے۔ عدالت نے تمام دیہاڑی دار مزدوروں کی رجسٹریشن کرنے کا حکم دیدیا۔

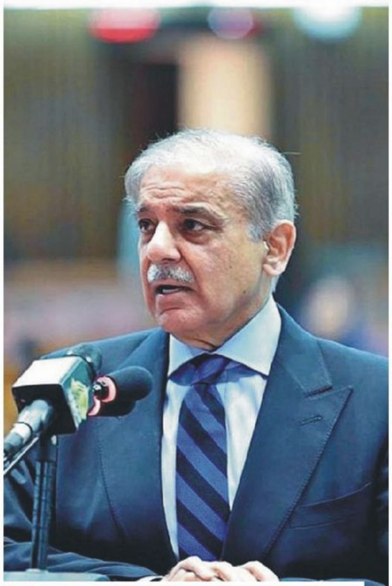

# ڈرو اس وقت سے۔۔۔!!!


## حسبِ موقع

roqiyaghazal@hotmail.com

## رقیہ غزل


اسکارٹ لینڈ میں ایک مصور رہتا تھا جو اپنے فن پاروں کی وجہ سے بہت مشہور تھا کیونکہ وہ اس قدر حقیقت سے قریب تر ہوتے تھے کہ دیکھنے والوں کو چھونے کے بعد پتہ چلتا تھا کہ یہ تو ایک ڈرائینگ ہے یونہی ماہ و سال کی محنت کے بعد اس پینٹر نے ایسی پینٹنگ بنائی جو ایک کھلا ہوا دروازہ تھا لیکن اس کے پار اس قدر دلفریب نظارے تھے کہ جو کوئی اسے دیکھتا تو بے ساختہ اس کے قدم بڑھ جاتے اور وہ اس دروازے سے گزر کر ان نظاروں کو دیکھنے کی کوشش کرتا مگر جب یہ پینٹنگ نمائش کے لیے پیش کی گئی تو لوگوں نے داد تو خوب دی مگر جب وہ اس کے قریب جاتے تو پتہ چلتا کہ یہ پینٹنگ ہے تو وہ داد طنزیہ مسکراہٹ میں بدل جاتی کسی نے یہ بات پینٹر کو بتا دی تو وہ بہت اداس ہوا تو اس کی بیوی نے اسے کہا کہ یقیناً اس کی پینٹنگ میں کوئی کمی رہ گئی ہے اور جتنا وقت اس غم میں گزار رہا ہے کہ وہ اپنا بہترین فن نہیں دکھا سکا اسے اس کو دوبارہ بنانا اور کمی کو دور کرنا چاہیے یہ سن کر پینٹر نے دن رات کی عرق ریزی کے بعد از سر نو پینٹنگ بنائی اب کی بار تصویری دروازہ اس قدر حقیقت سے قریب تر تھا کہ ہر کسی کو گمان ہوتا جیسے یہ پر فضا مقام کا دروازہ ہے جب تک وہ اسے چھو نہ لیتا یا داخل ہونے کی کوشش میں ٹکرا نہ جاتا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان جتنا وقت اپنی خامیوں کو سننے اور دوسروں کو لاجواب کرنے میں صرف کرتا ہے اگر وہی وقت اپنی خامیوں کو دور کرنے میں گزارے تو نسلوں کے لیے مثال بن جاتا ہے بے شک غلطی کو غلطی نہ سمجھنا بھی بہت بڑی غلطی ہوتی ہے کیونکہ وہ گمراہ ہے جو اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتا بدقسمتی سے آج کا انسان اپنی غلطیوں کا بہترین وکیل اور دوسروں کی غلطیوں کا جج بن چکا ہے لیکن ہمیں ماننا پڑے گا کہ عام آدمی کی غلطی کا نتیجہ صرف اسی آدمی کو یا اس سے جڑے چند افراد کو جبکہ ایک ملکی سربراہ کی غلطی کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے اس پر طرہ اگر وہ اپنی غلطیوں کو سدھارنے کی بجائے ان پر واہ وائی کروانے کا مزاج رکھے تو تباہی یقینی ہے۔ بدقسمتی کے ساتھ ہمارے حکمرانوں کا مزاج بن چکا ہے کہ وہ خوشامدیوں میں گھرے رہتے ہیں اور وہی دیکھتے ہیں جو انھیں موقع پرست دکھاتے ہیں بایں وجہ ان کے بیانات سوالیہ نشان بن جاتے ہیں جیسا کہ وزیراعظم شہباز شریف نے کہا ہے کہ ملک کی خاطر سیاست قربان کر دی ، ملک کو ڈیفالٹ سے بچایا اور معیشت استحکام کے بعد ترقی کی طرف گامزن ہے یہ بیان لمحہ فکریہ ہے ! ایسا کونسا سنگین جرم ہے جو اس وقت نہیں ہو رہا بلکہ جرم کی تفصیل اور ویڈیوز چند گھنٹوں بعد ہی سوشل میڈیا کے ذریعے گھر گھر پہنچ جاتی ہیں مزید مہنگائی سارے ریکارڈ توڑ چکی کہ بلوم برگ کی رپورٹ کے مطابق 2021 سے لیکر اب تک بجلی کی قیمتوں میں 155 فیصد اضافہ ہو چکا ہے ۔۔ اسی طرح ہر چیز کی قیمت میں تقریبا اتنا ہی اضافہ ہوا ہے اور قوت خرید بڑھی نہیں بلکہ بیروزگاری بڑھ گئی ہے کہ فیصل آباد میں تقریبا ایک سو سے زائد فیکٹریاں بند ہو گئی ہیں اور دو لاکھ مزدور بیروزگار ہو گئے ہیں ، تاجر شٹر ڈاؤن ہڑتال کر رہے ہیں کیونکہ ٹیکسوں کے بوجھ تلے دب گئے ہیں ، یوٹیلیٹی سٹورز کی بندش کے اعلان پر ہزاروں ملازم بیروزگار ہو چکے ہیں اور پارلیمینٹ ہاس کے سامنے احتجاج کر رہے ہیں

، پی آئی اے اور ریلوے بھی خسارے میں ہیں، تشہیر پر اربوں خرچ کیے جا رہے ہیں مگر نہ نجکاری ہو رہی ہے اور نہ ہی کوئی سرمایہ کاری کرنے کو تیار ہے، سرکاری تعلیمی اداروں کی ساکھ خطرے میں پڑ چکی ہے جبکہ معاشی کی حالات کیوجہ سے والدین نے بچوں کو سکولوں اور کالجوں سے اٹھا لیا ہے، جان بچانے والی ادویات ویسے ہی غریب کی پہنچ سے دور چکی ہیں مزید ہسپتالوں میں خراب مشینیں پڑی ہیں لیکن پروٹوکول کی پرچی کے ساتھ دوڑنے لگتی ہیں، دہشت گردی پورے ملک کو لپیٹ میں لے چکی ہے کہ بلوچستان میں بس سے اتار کر مارا جا رہا ہے ،خیبر پختونخواہ میں لوگوں کو اغوا کیا جا رہا ہے اور پنجاب اور سندھ کی سرحدوں پر کچے کے ڈاکوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور جو ادھر جاتا ہے زندہ نہیں بچتا بلکہ پولیس کے اہلکاروں کو شہید کر کے اب وہ سر عام ویڈیوز میں دھمکیاں دے اور للکار رہے ہیں کہ جان و مال کا تحفظ خواب بن چکا ہے۔اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ملک و قوم کی حالت کیا ہے اور کونسی ترقی کی طرف ہم گامزن ہیں؟ پھر بھی کہنا کہ سب اچھا ہو رہا ہے جبکہ ماضی ہے ادھر گول اور ادھر حال ندارد ہارون الرشید نے بہلول سے پوچھا: چور کے بارے کیا حکم ہے ؟بہلول نے کہا: عالی جاہ! اگر چور پیشہ ور ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیے اور اگر چوری مجبور ہو کر کی گئی ہو تو حاکم وقت کی گردن اڑا دینی چاہیے یہی تو ہمارا المیہ ہے کہ ہمارے ہاں وہی لوگ بر سر اقتدار آتے ہیں جو اپنے علاوہ کسی کو انسان نہیں سمجھتے تو فکر آخرت کیسی۔۔؟ بڑا شور سنتے تھے کہ تجربہ کار ٹیم آئے گی اور سٹیٹس کو ٹوٹ جائے گا مگر سچ یہ ہے کہ یک بعد دیگرے ماضی کے حکمرانوں کی کارگزاریوں کے ہی ریکارڈ ٹوٹتے جا رہے ہیں اور آج کل جبکہ حالات یہ ہیں کہ ملک کا اہم ترین مسئلہ عمران خان کا آکسفورڈ یونیورسٹی کا الیکشن لڑنا ٹھہرا کہ اس پر حکومتی ترجمان پریس کانفرنس کر رہے ہیں اور باقاعدہ بحث و مباحثے چل رہے ہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہتا بجلی کا بل دیکھ کر ایک خاتون نالے میں چھلانگ لگا دی اور ایک جواں سال لڑکا چلتی ریل کے نیچے آ کر خودکشی کر چکا ہے بجلی کے بلوں اور دہشت گردی سے جو گھروں کے چراغ بجھ رہے ہیں ان گھروں میں پھیلے اندھیروں کا ذمہ دار کون ہے؟ کیونکہ جانتے ہیں کہ جو سوال کرے گا اسے دیوار میں چنوا دیں گے کیونکہ شہباز سرکار پی ٹی آئی کے لئے ایسے پھندے تیار کر کے لائے ہیں جو کہ صرف انھی کے ناپ کے ہیں چونکہ وہ باری باری پھندوں سے نکل جاتے ہیں اس لئے کارکردگی پر سوال کرنے والا ہی صریحا دہشت گرد ٹھہرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سب کچھ چل رہا ہے بس معاشرہ نہیں چل رہا۔ کاش! ہمارے کرتا دھرتا قرآن پاک پڑھتے تاکہ انھیں پتہ چلتا کہ قوموں پر قحط کیوں نازل ہوا تھا؟ احادیث مبارکہ اور سنت رسول پاک کا مطالعہ کرتے کہ پتہ چلے کہ زندگی کیسے گزارنی چاہیے؟ خلافت راشدہ پڑھتے تاکہ پتہ چلتا کہ ریاستی خوشحالی کے لیے انصاف کی بلا تفریق فراہمی کتنی ضروری ہے؟ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے کہ پتہ چلے کہ بادشاہوں کی کونسی غفلت سے دشمن غالب آ گیا تھا؟ شہباز سرکار کو بھی تبدیلی سرکار کی طرح سمجھ نہیں آ رہا کہ وقت گہرے سمندر میں گرا وہ موتی ہے جس کا دوبارہ ملنا ناممکن ہے اور وقت ہاتھ سے جا رہا ہے۔عوام کو مایوسی و ناامیدی اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے کیونکہ اس وقت روٹی کا قحط ہی نہیں بلکہ حکومتی ایوانوں میں قحط الرجال بھی ثابت ہو رہا ہے۔اور ہر شخص کہہ رہا ہے کہ زندگی کے نام پر مجھ کو خیال، ایک زہریلا سیہ خانہ ملا مگر ہم کہتے ہیں کہ اس وقت سے ڈرو کہ جب کہا جائے گا کہ

یہ منظر کونسا منظر ہے پہچانا نہیں جاتا
سیہ خانوں سے کچھ پوچھو شبستانوں پہ کیا گزری

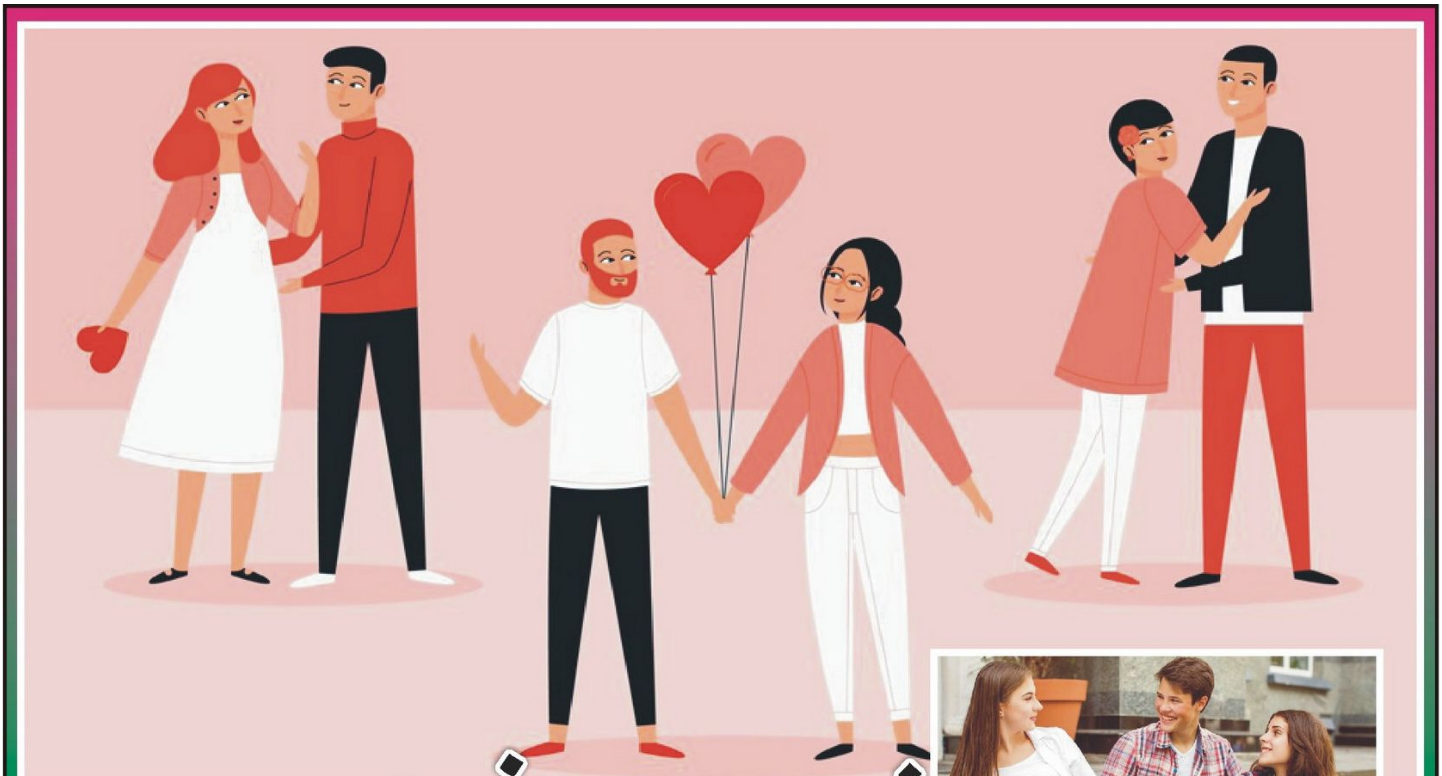

# خواب برائے فروخت (افسانہ)

عندلیب بھٹی

وہ تینوں بوہڑ کے پچاس سالہ جنات والے درخت کے نیچے سے اٹھ کر جارہے تھے۔ کسے خبر تھی آنے والے لمحے تاریخ رقم کرنے جارہے ہیں۔وہ عمر ہی چنبیلیوں جیسی ہوتی ہے۔۔اپنے دل کی خواہش ہی دوسرے کی شخصیت لگتی ہے۔یونیورسٹی میں ایک ماہ گزر جانے پر بھی ایک دوسرے کو صحیح طور پر جان لینا مشکل تھا۔۔مگر یہ کلیہ بہرحال تمنا گردیزی پر صادق نہیں اترا۔ پریویس کی کلاسیں شروع ہوئے چند دن گزرے تھے کہ سب تمنا گردیزی سے متعارف ہوگئے۔ یہ تعارف مکمل تھا یا نہیں ۔۔یہ بات دیگر تھی ۔مگر سب کو کھرا ہی لگتا ۔کیوں کہ ۔۔کوئی کہتا بھی تو کیا۔۔اس کا جھوٹ بھی چمکتے سورج کی طرح روشن اور آنکھوں کو خیرہ کردینے والی چمک رکھتا۔کوئی کہتا تمنا منہ پھٹ ہے، وہ برملا اعتراف کرلیتی۔ایک کے بعد دوسرے آنے والے لڑکے کو پہلے کے بارے میں بتاتے کبھی نا شرماتی ۔۔اور پھر چند روز میں موجود سے بور ہوکر راہ تکتے کسی دوسرے کو خوار کرنے کا اشارہ مل جاتا۔لڑکے تو لڑکے سحرش جیسی قابل لڑکی بھی تمنا گردیزی کی چھا جانے والی ہستی سے مرعوب تھی ۔۔اور قسمت تو دیکھئے جس کے ساتھ گھڑی دو گھڑی بیٹھنا اولین خواہش عام تھی، وہ سحرش سے پوچھ رہی تھی۔سحرش کیا میں تمھارے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں؟ وہ اس وقت

**اس کا جھوٹ بھی چمکتے سورج کی طرح روشن ہوتا**

گہرے نیلے رنگ کی چست جینز پینٹ اور کھلے کرتا قمیص میں سات رنگوں والی شال میں ملبوس سحر قہر نما سب کچھ ڈھا رہی تھی۔سحرش نے اس کے سراپے میں محو مشینی انداز سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کھڑے ہوکر اپنے ساتھ بیٹھنے کی پیش کش کرتی ہے ۔سحرش کی اِس ادا پر تمنا گردیزی نے اپنی ڈھیلی ڈھالی ادھ کھلی پونی ٹیل ہلاتے اس کا شکریہ ادا کیا تو تمنا کے شفاف چہرے کی رنگت گلابی جھلک دکھانے لگی۔۔سحرش نے ایک نظر ارد گرد ڈالی تو پتا چلا کہ گردونواح میں سمیت اس کے سبھی کی نگاہیں تمنا کی تمنا کیے ہوئے تھیں۔۔۔گزرتے وقت کے ساتھ پڑھاکو زیاد بھی تمنا اور سحرش کے ساتھ تیسرا ہوگیا۔ہر بات کر لینے کے باوجود تینوں ایک دوسرے کے ساتھ نصیحت میں نہیں تھے۔یونیورسٹی میں آنے کے بعد پانچ ماہ میں چار لڑکے تمنا کی بوریت کا شکار ہو چکے تھے ۔آڈیٹوریم کی سیڑھیوں پر بیٹھے تمنا سفید کرتا قمیص اور گہری نیلی جینز کے ساتھ سفید شال میں ملبوس کسی پرستان کے تخت پر براجمان، ملکہ پری لگ رہی تھی ۔وہ پیز اکھانے کے ساتھ ساتھ ماضی بن جانے والے شانواز کے ساتھ ہوگزرے بوریت کے قصے بھی سنا رہی تھی ۔ویسے عام طور پر تو دو ایک جیسی عادات کے لوگوں کی دوستی ہو جاتی ہے۔۔یہاں تم دونوں شرقا غربا ہو۔یہ تمنا صرف اپنی کہے جانے اور لوگوں کو برباد کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہے ۔۔اور تم سحرش بی بی! تمھیں شاید لفظ شاید خریدنے پڑتے ہیں۔

تمنا یوں مسکرائی ۔۔گویا بربادی کی سند ایک تمغہ ہے۔تمنا! تمھیں برا کیوں نہیں لگتا؟ تمنا کھل کر ہنستے ہوئے کہتی ہے۔سحرش اس نے وہی کہا۔۔جو میں کرتی ہوں، میں اِس بات کا برا مانوں کہ میرے کرنے کو اس

نے بیان کیوں کیا۔۔اس کے بعد تمنا زیاد کی طرف رخ کرتے ہوئے بولی ۔۔۔اور مسٹر زیاد میری دانست میں ساتھ میں ہونے کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ فریقین ایک دوسرے کو سمجھ نہیں سکے۔ ہیں ۔۔۔؟ یہ نئی دریافت سامنے آئی ہے ۔۔آج تک تو یہی سنا تھا کہ عادات کا مطابقت میں ہونے سے ساتھ مستقیل ہو جاتا ہے ۔۔یہاں ۔۔۔بھئی میں نے اپنی عقل کی بات کی ہے ۔۔یہ کب کہا کہ یہی آفاقی سچ ہے ۔تمنا نے خبیث مسکراہٹ کے ساتھ سحرش کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔سحرش فورا نوٹ بک کھول کر تمنا کا غیر رسمی سچ نوٹ کرنے لگی ۔۔یہ دیکھ کر زیاد بھی ہنسنے لگا، جیسے ہی سحرش نے نوٹ بک بیگ میں رکھی ۔۔زیاد بول اٹھا ۔۔اچھا تو تمھارے اٹھائے گئے نکتے کے لحاظ سے سمجھ نا آنے پر انسان ساتھ رہتا ہے۔یعنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کی ابھی تک سمجھ نہیں آسکی ۔۔اِس لیے ساتھ ہو۔۔کیا میں نے درست کہا ؟ سحرش نے گردن گھما کر تمنا کی طرف دیکھا۔تو تمنا ایک بار پھر سحرش کی نوٹ بک کی

**دراصل ہر ایک کو جیب میں رکھے ''آئی لو یو' پر گمان ہوتا ہے**

طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔

ہمم !مجھے تو سحرش کی سمجھ آگئی ہے۔۔اِسے میری نہیں آئی ۔وہ کیسے ۔۔؟اِس کی نوٹ بک دکھائی نہیں دیتی ۔۔زیاد کے سوال پر تمنا کپڑے جھاڑتے ہوئے بولی ۔زیاد تمنا کی بے پراوئی اور سحرش کی نوٹ بک کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا ۔۔۔تمنا گردیزی ۔۔اگر دوسرے کی سمجھ آجائے تو پھر ۔۔۔؟۔۔پھر کیا ۔۔پھر دونوں ایک دوسرے کو یا ایک کسی دوسرے کو چھوڑ دیتا ہے ۔جیسے تم چھوڑ دیتی ہو ۔۔یعنی تمھیں سمجھ آجاتی ہے ۔۔دوسرے لڑکے کو تمھاری سمجھ نہیں آتی ۔۔؟ سحرش کے سوال پر تمنا فورا بولی ۔۔بس یار !ابھی کلاس ختم کر کے بیٹھے ہیں ۔۔تم دونوں نے یہاں شروع کر دی ۔ تمھیں ریسرچر بنا ہے ۔۔۔مجھے نہیں ۔۔سحرش منہ کھولے تمنا کو دیکھتے گئی ۔۔زیاد نے حواس کو مجتمع کرتے ہوئے ایک بار پھر سحرش کو نشانہ بنایا۔۔۔اور سحرش بی بی !تم نفسیات اور فلسفے پر طبع آزمائی کرنے کے بعد مستقبل قریب میں ریسرچر بننے جا رہی ہو ۔۔اور عالم تو یہ ہے کہ اپنی اس دوست کو سمجھ نہیں پا رہیں ۔۔جس کو کبھی کچھ نہیں چھپانا ہوتا۔زیاد کی بات پر سحرش نے برا سا منہ بنایا ۔۔جب کہ تمنا کھلے دل سے ہنسنے لگی ۔۔اسی وقت فائنل ایئر کا اسد ہیرو ۔۔اپنی ذومعنی باتوں کے سمیت آ موجود ہوا ۔۔۔اور کچھ دیر کی کوششوں کے بعد تمنا کے حضور کافی کی پیش کش قبولیت کی سند پا چکی تھی ۔اسد کے خوشی خوشی چلے جانے کے بعد سحرش نے اپنے ماتھے پر ایسے ہاتھ رکھا جیسے کہہ رہی ہو ۔۔اے اسد تیرے انجام پہ رونا آیا ۔۔جب کہ زیاد سیڑھیاں چڑھتے اسد کی پشت کو دیکھ کر پیٹ پکڑ کر ہنستے ہوئے کہتا ہے ۔جب ہر کوئی جانتا ہے ۔۔بہت ہوا تو ایک ماہ بعد محترم کا انجام بہ خیر نہیں ہو گا ۔۔پھر بھی خوشی خوشی چلے جانے کے لیے محترمہ کے حضور چلے آتے ہیں ۔۔۔دراصل ہر ایک کو اپنی جیب میں رکھے آئی لو یو پر گمان ہوتا ہے ۔سحرش نے ٹکڑا جوڑا۔ تمنا اپنی خوبصورت آنکھوں کو مکمل کھولتے ہوئے پہلے سحرش اور پھر زیاد کو گھورتے ہوئے بولی ۔چلے تو تم بھی آئے تھے ۔۔اِس بارے میں کیا خیال ہے ؟ اب جاو ! مجھے سحرش سے کچھ کام ہے ۔کوئی بلاوجہ نہیں آسکتا ۔۔کیا تمھارے پاس آنے کے لیے ایک مہینے کی محبت کا ہونا ضروری ہے ؟ ہاں !تمنا نے قطعئی سنجیدگی سے کہا تو زیاد کے زچ ہو جانے والے چہرے کو دیکھ کر کبھی کبھار ہنسنے والی سحرش بھی نا رہ سکی ۔جانے کے لیے کھڑا ہوا زیاد کتابوں کو سیڑھی پر پٹختے ہوئے ٹانگیں پسار کر ڈھٹائی سے بولا ۔اب نہیں جاتا ۔۔جو بھی کر لو ۔۔سحرش اور تمنا سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے زیاد نے اپنی پشت پر بیٹھی سحرش اور تمنا کی طرف دیکھے بنا بات جاری رکھی ۔۔یوں بھی میں اِس بوریت کی پوٹلی کے لیے آیا تھا ۔زیاد نے سحرش کی طرف شہادت انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔جواب میں دونوں لڑکیاں کتاب پر کچھ کام کرنے میں مصروف رہیں تو زیاد برا سا منہ بناتے ہوئے دو دو سیڑھیاں پھلانگتے نیچے اترنے لگا ۔۔پہلی اسائنمنٹ کی بے چینی اور طرح کی تھی ۔۔اب کہ اپنا معیار قائم رکھنے کی خواہش اپنے عروج پر تھی ۔۔حسبِ توقع سحرش پہلے نمبر پر رہی ۔زیاد دسرے اور تمنا تیسرے پر بھی خوش تھی ۔تمنا اور سحرش جنات والے بوہڑ کے درخت کے نیچے بیٹھیں چنا چاٹ اور اسائنمنٹ میں اچھے نمبروں کی وجہ سے محظوظ ہو رہی تھیں ۔۔۔تو اسد جیسا خوب رو ہیرو بھی رد ہو ا ۔۔اِس نے مہینہ بھی پورا نہیں کیا ۔ہوں !اس کی ہر بات میں سے شروع ہو کے میں پر ختم شد کا نعرہ لگاتی ہے ۔۔جب دو لوگوں میں دونوں جانب ایک نے ہی ہونا ہے تو پھر دوسرے کی ضرورت بھی کیا ہے ۔

کیا مطلب ؟ تمھارے ساتھ کوئی ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہے ؟ سحرش نے سوں سوں کرتے ہوئے حیرانی سے پوچھا، تو تمنا نے پانی کا ایک گھونٹ بھرتے ہوئے کہا ۔بات یوں ہے ۔۔سحرش مسکرا دی ۔۔یہ تمنا کا پسندیدہ فقرہ تھا ۔اسے وہ اس وقت استعمال کیا کرتی جب کسی بات کی وضاحت کرنا ہوتی ۔بات یوں ہے کہ اسد میرے سامنے تو کیا میری غیر موجودگی میں بھی میرے ساتھ رہنا چاہتا تھا ۔۔۔اور یہ وفا کی اعلی صورت ہے ۔۔۔تو پھر ۔۔پھر کیا تم نے اسے عادتا چھوڑ دیا ؟ رکو ! یہیں رک جاو ۔پہلے تمھاری دوسری بات کا جواب دے

دوں۔۔ پھر اسد کی کتاب بند کرتے ہیں۔۔ سحرش کے چہرے پر بھرپور تجسس واضح دیکھا جا سکتا تھا۔ جب کہ تمنا کے چہرے پر ایک سادگی سے بھری بے اعتنائی تھی ۔۔ جیسے زمانے بھر کی پروا نا ہو۔ تم نے ایک لفظ بولا عادتا تو سحرش آج میں بتا ہی دیتی ہوں، میں نے کبھی کسی کو چھوڑنے کا نہیں سوچا۔ تم لوگ جسے میرا کھیل سمجھتے ہو ۔۔ وہ دراصل ہر آنے والے کو خوش آمدید کہنا ہوتا ہے ۔۔ میرا کام تو یہیں تک ہے نا۔ یہ تو آنے والے پر ہے ، وہ کتنا اور کیسے قیام کرتا ہے۔ سحرش تمنا گردیزی کے انکشافات پر ہک فک بیٹھی تھی۔۔ ہاتھ میں پکڑا چمچ منہ تک جانے کی بجائے راستے میں رکا ہوا تھا۔۔۔ رہی بات اسد کی، وہ میری موجودگی میں تو کیا۔۔ میرے نا ہونے پر بھی میرے ساتھ ہونا چاہتا تھا۔ مگر۔۔ مزے سے چاٹ کا چمچ منہ میں بھرنے کے بعد تمنا کے خاموش رہنے پر سحرش نے چمچ پلیٹ میں دھرتے ہوئے تیزی سے کہا۔۔۔۔ مگر۔۔۔ جب اتنا کچھ ہے۔۔ اور تم عادتا بھی نہیں چھوڑتیں۔۔ تو پھر یہاں مگر کیوں ہے؟ تمنا نے چاٹ کی پلیٹ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ ہاں! یہاں ایک مگر ہے۔۔ اور ایسا مگر وجوہات سے نہیں جبلت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی۔۔۔ سحرش نے چونک کر کہا۔ یعنی یہ کہ وہ چاہتا تو یہی ہے جو میں نے بتایا۔۔ لیکن وہ فطرتاً خود پسند انسان ہے۔۔ اس کا دل میرے لیے اچھا ہو سکتا ہے۔۔ مگر اس اچھائی کو عمل میں لانا اس کے لیے ناممکن ہو رہا تھا۔ یوں چاہت اور کر جھکنے کی ہمہ وقتی جنگ سے جس روز اس نے تھک یا اکتا جانا تھا۔۔ اس دن میں غلط لگنے لگتی۔۔ اور اتنا تو تم بھی مجھے جانتی ہو کہ میری شخصیت اور ذات میں کوئی فرق نہیں۔۔ میں جو ہوں وہی دکھاتی ہوں۔۔۔ یار یہ چاٹ کچھ کم نہیں دینے لگا ۔ سحرش نے سرعت سے کہا۔۔۔ تم میری پلیٹ لے لو ۔ تمنا میری بات سنو! اس کا مطلب تم محبت ہی کی پیش قدمی کرتی ہو۔۔۔ جو نا کام ہو۔۔ ہو جاتی ہے۔۔۔ اور آنے والا تمھیں اس حد تک زچ کر دیتا ہے کہ تم اسے جانے کا اشارہ دے دیتی ہو۔ تمنا گردیزی نے سحرش کی پلیٹ اٹھانے اور اثبات میں سر ہلانے میں ایک پل نا لگایا ۔۔ سحرش بی بی زندہ باد۔ تمنا بی بی پائندہ باد۔۔ پیچھے سے زیاد کی آواز پر دونوں نے بالکل بھی مڑ کر نا دیکھا۔ نا سہی۔۔ میں تو یہ بتانے آیا تھا کہ وہ جمال آفندی واپس آ گیا ہے۔۔ اب اگلی اسائنمنٹ کے لیے نیک دل پریوں کو مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سحرش اور تمنا نے فوراً مڑ کر دیکھا۔ جس پر زیاد نے دانت نکال دیے۔ میں اس کے والد کی عیادت کے لیے جا رہا ہوں۔۔ اگر تم لوگوں کو جانا ہے تو میرے نقش قدم پر پاؤں دھرتی چلی آو۔۔ میں ۔۔۔ زیاد زور و شور سے جاری تھا۔۔ کہ سحرش اور تمنا اس کے پیچھے سے نکل کر آگے چلنے لگیں۔ کوئی نہیں جانتا تھا، اگلے کچھ لمحے ان کی زندگی کی تاریخ رقم کرنے جا رہے تھے۔ جمال آفندی گمبھیر آواز میں وہ شاعری سنا رہا تھا جو اس نے اپنے والد کی علالت کے دوران لکھی تھی۔۔ دن کے چار بج کر پندرہ منٹ ہوئے تھے۔۔ تمنا گردیزی جمال آفندی کی اسیر ہو گئی۔ چار بج کر پچیس منٹ پر سب کو خبر ہو گئی کہ تمنا اور جمال ایک دوسرے کے ہو چکے ۔ اگلے روز بخار کی وجہ سے سحرش یونیورسٹی نا آسکی۔۔ اور پھر فلسفہ ایک آفاقی مضمون اور محقق کی اسائنمنٹ کا نتیجہ حیران کن تھا۔۔ کیوں کہ جس ہستی کو کم نمبروں پر سر زبیر سے عزت افزائی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ زیاد تھا۔۔ پر لطف بات یہ تھی کہ وہ پہلے نمبر پر بھی تھا۔ سحرش کا بخار کم ہونے میں نا آیا۔۔ وہ بیس روز یونیورسٹی نا آسکی۔ جمال اور تمنا محبت کی اس نہج پر تھے۔۔ جہاں یہ ہونا ہی تھا۔۔ مگر سر زبیر سے معافی اس صورت ملی کہ جلد ہی بہترین نتیجہ پیش کیا جائے گا۔ اس روز بہت دنوں بعد وہ چاروں اکٹھے ہوئے تھے۔ میں اِسے زبردستی لے کر آئی ہوں۔ اس نے ابھی چار چھ روز اور گھر کھیلنا تھا۔ تمنا نے جمال کی پلیٹ سے کھاتے ہوئے کہا۔ اس پر سحرش مسکرا کر تمنا کو کمر سے چھی ڈالتے ہوئے مسکرا دی۔۔ وہ تو تم اپنے مطلب کے لیے لائی ہو۔۔ کیوں کہ اسائنمنٹ اِسی سے بنواؤں گی۔۔ بلکہ جمال نے بھی۔۔ تمھیں کیسے پتا چلا؟ تمنا مسکرائی، جمال اس کے چمکتے گلابی گال اور سنہری رنگت کو دیکھے گیا۔۔ اس کے اِس طرح مبہوت ہونے پر سحرش نے زیاد کو اشارہ کیا۔۔ کیا کہوں۔۔ نیک دل پری۔۔ تم

**جب دو لوگوں میں دونوں جانب ایک کو ہی ہونا ہے تو دوسرے کی ضرورت بھی کیا ہے**

اتنے دن بعد آئی ہو۔۔ میں یہ سب دیکھ دیکھ کر دیکھتا رہ جاتا ہوں۔۔ دیکھنے سے یاد آیا۔ وہاں آڈیٹوریم کے باہر کون بیٹھا گنگنا رہا تھا؟ کافی رش تھا۔ رہا نہیں۔۔ رہی ۔۔ وہ تنزیلہ ہے۔۔ دوسرے شہر سے آئی ہے۔۔ شاعری تو اپنے جمال صاحب کی ٹکر پر کرتی ہے۔۔ مگر رش اس کے چک گاف بے کے حلیے کی زیارت کی وجہ سے ہو گا۔ ۔۔ یعنی۔۔ یعنی۔۔۔ عجیب پھولوں والی جھولا قمیض اور اس پر کڑھائی والی شال۔۔۔ نہیں چادر ۔۔ شال تو اپنی تمنا کی ہوتی ہے۔ سحرش کے سوال کے جواب میں زیاد نے مفصل تبصرہ پیش کیا تو ایک دوسرے میں گم سرگوشی کرتے جمال اور تمنا کو ایک نظر دیکھتے ہوئے سحرش نے زیاد کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔۔ سحرش اور زیاد کے اٹھنے پر جمال نے سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا ۔۔ جس پر سحرش بے اعتنائی سے دوسری طرف دیکھنے لگی ۔۔ یہ دیکھ کر زیاد ایک لمحے کے لیے سحرش کو دیکھنے کے بعد جمال کو کہتا ہے۔ جتنی دیر میں تم دونوں با آواز بلند بول سکو۔۔ اتنی دیر میں میں سحرش کو تنزیلہ کا دیدار کروا لاؤں

۔۔۔تو کوئی بات نہیں۔سبھی چلتے ہیں۔جمال نے تمنا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو تمنا نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔وقت جیسے اپنی تیز ترین اڑان پر تھا۔کم از کم اپنے خوشیوں کو پالینے والوں کو ایسا ہی لگتا ہے۔۔ایم۔اے سالِ اول کے امتحان کی تاریخ مل چکی تھی ۔۔سب جانتے تھے کہ بہت جلد تمنا اور جمال شادی بھی کرلیں گے ۔۔۔مگر۔۔۔ایک روز کسی کو بنا بتائے یونیورسٹی نا آنے والی تمنا گردیزی پھر کبھی آئی ہی نہیں۔۔۔اور پتا کرنے پر پتا چلا کہ وہ ملک ہی چھوڑ گئی۔سب نے جمال اور پھر سحرش سمیت زیاد سے استفسار کی بھرمار کردی۔۔مگر سحرش اور زیاد کی طرح جمال بھی حیران اور صدمے میں تھا ۔۔۔۔۔۔۔وقت کے بیتتے ایک حیران کن بات یہ ہوئی کہ تنزیلہ اور جمال کی دوستی ہوگئی۔۔وجہ بے شک ان کی مشترکہ پسند۔۔یعنی شاعری تھی۔۔مگر اس کے باوجود سحرش اور زیاد سمیت کسی کو یہ زمین آسمان کا ملاپ قطعئی نا

## میری ہر چوری صدر دروازے سے ہی ہوتی ہے

بھایا۔۔یونیورسٹی نے ان کو اپنا پن دے کر رخصت کردیا ۔۔زیاد ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے ملک سے باہر جانا چاہتا تھا۔۔اس نے جانے سے پہلے سحرش کو شادی کی درخواست پیش کی۔۔جسے سحرش نے رد کردیا وقت ایک قدم نہیں کئی برس آگے بڑھ گیا۔سحرش خواہش کے مطابق بہترین ریسرچر بن چکی تھی ۔۔زیاد ملک سے باہر تھا ۔۔ریسرچ کے ساتھ ساتھ بزنس بھی کررہا تھا۔۔جمال نے تنزیلہ سے شادی کرلی۔جمال کی تمنا گردیزی سے محبت کو دیکھتے ہوئے تنزیلہ نے خود کو تمنا کے سراپے میں ڈھال لیا۔جمال اور تنزیلہ کی بیٹی تمنا جمال کے ساتھ سحرش کی بھرپور دوستی تھی۔بارہ سالہ تمنا جمال اور جمال آفندی جب بھی سحرش سے پوچھتے کہ وہ شادی کیوں نہیں کرتی۔۔تو جواب میں سحرش افسردگی سے کہتی میری دوست تمنا بھی تو شادی کیے بنا چلی گئی۔۔۔۔اور ایک روز جب سحرش نے جمال کے پوچھنے پر یہی بات دھرائی تو وہ بول اٹھا۔تمنا نے مجھ سے تو اس لیے شادی نہیں کی کہ ہمیشہ کی طرح مجھ سے بھی بور ہوگئی تھی۔۔اب تمہارا پتا نہیں۔۔۔جمال کا یہ کہنا تھا کہ سحرش کی آنکھ بھیگ گئی ۔۔تمنا جمال نے جیسے ہی دیکھا وہ تنتنا کر اپنے باپ سے

بولی ۔آپ نے سحرش کو رلا دیا۔۔وہ میری آئیڈیل ہیں۔سحرش میری دوست ہے۔۔جمال نے دفاعی انداز سے کہا تو تمنا فورا بولی۔۔۔تو جو آپ کا دوست ہوتا ہے وہ کسی اور کا نہیں ہوتا؟اسی وقت تنزیلہ نک سک تیار وہاں سے گزری تو سحرش کی نگاہ میں یونیورسٹی کی تنزیلہ گ ب اپنا عکس دکھانے لگی ۔اس روز کس نے سوچا تھا کہ تمنا گردیزی کا ذکر جی جان سے زندہ ہوجائے گا۔'' فرار تمنا کا وطیرہ نہیں تھا''۔

جمال آفندی اس تمنا گردیزی سے کہہ رہا تھا ۔۔جسے گزرے وقت نے اور بھی طرح دار بنا دیا تھا ۔جمال کے چہرے پر فقیر کے خالی کاسے کا سا تاثر ابھرتا دیکھ کر تمنا مسکراتے ہوئے بولی ۔تمہارے اندر کے بنتے چور دروازے اور داخل ہوتی تنزیلہ کو دیکھ کر سوچ لیا تھا کہ تمھیں تمام عمر کسی چھید ہوئی جھولی کے پچھتاوے میں رکھنا ہے ۔مگر تم تو خود کو مظلوم مان کر ہیرو بننے لگے ۔ہوں۔۔تو تم سحرش سے وابستہ رہیں ۔۔ٹھیک ہے ۔۔تو اتنے برسوں بعد ملاقات کے لیے کوئی نیا دھکا تو بچا کر رکھا ہی ہوگا ۔یہ ایک تصویر تمھیں بھیجی ہے وہ دیکھ لو ۔جمال نے تمنا کے چہرے سے نگاہ ہٹائے بنا موبائیل کی طرف ہاتھ بڑھایا اور بس ایک نظر ہی دیکھا کہ یونی ورسٹی کے زمانے میں تنزیلہ گاف بے ایک بے ہودہ قسم کی جینز اور چھوٹے سے ٹاپ میں ملبوس کہیں کسی لڑکے سے ہاتھ ملا رہی تھی ۔۔جمال نے ایک گہری سانس لے کر موبائیل ایک طرف رکھ دیا ۔۔کچھ دیر بعد تمنا فتح مندی کے احساس کے ساتھ رخصت ہونے کو تھی کہ جمال نے اس کی پشت پر اپنا دفاع پھینکا ۔تمنا !ایک عادت کا مشترکہ ہو جانا جرم نہیں ہوسکتا۔اچھا !تو پھر گاف بے سے پوچھنا کہ اس نے تم سے شادی کے بعد شاعری کیوں چھوڑ دی ۔جمال گرنے کے سے انداز سے صوفے پر بیٹھ جاتا ہے۔۔اس سے پہلے کہ تمنا رخصت ہوتی جمال نے اسے روکتے ہوئے چیخ کر کہا۔۔تو کیا کبھی تمھارے اندر کسی چور دروازے نے جگہ نہیں بنائی !

جمال میری ہر چوری صدر دروازے سے ہی ہوتی ہے ۔تمنا اپنا جملہ مکمل کرتے ہوئے رکے بنا دروازے کی دہلیز پار کرگئی۔جہاں اتنے برس گزر گئے۔۔تو کیوں۔۔اب یہ سب کیوں تمنا۔۔۔؟سحرش نے تمنا کو جوس کا گلاس تھماتے ہوئے کہا۔یار سحرش !جذبات کو آفاقی سچ میں نے کبھی نہیں بنایا۔سارا دن ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے روتے گزارنے کے بعد جب تمنا رخصت ہونے لگی تو سحرش کے موبائیل پر بجتی گھنٹی کی آواز پر اس نے بے اختیار فون کی طرف دیکھا۔۔وہاں پروفائیل پر جمال آفندی کی تصویر آب وتاب کے ساتھ روشن ہورہی تھی ۔۔اسی وقت غسلخانے سے سحرش باہر آئی اور گھبرا کر فون اٹھا کر تمنا کی طرف دیکھا جو کھڑکی سے باہر کسی نظارے میں محو تھی ۔آنے والے کچھ روز میں جمال سحرش کے کندھے پر سر رکھ کر بہت رویا تھا۔۔پھر کچھ روز بعد پتا چلا جمال اور تنزیلہ ملک چھوڑ کر چلے گئے۔۔اسی روز زیاد نے تمنا کو بتایا کہ سحرش نے اس سے شادی کے لیے اقرار کا میسیج بھیجا ہے۔صبح نے شام کو گلے لگا لیا۔۔اور پھر بے شمار صبحیں شاموں میں تبدیل ہوگئیں۔۔مگر زیاد کا پھر کبھی کوئی فون نا آیا۔۔تمنا اور سحرش کی دوستی آج بھی قائم ہے۔۔دیکھنے والے مثالیں دیتے ہیں۔

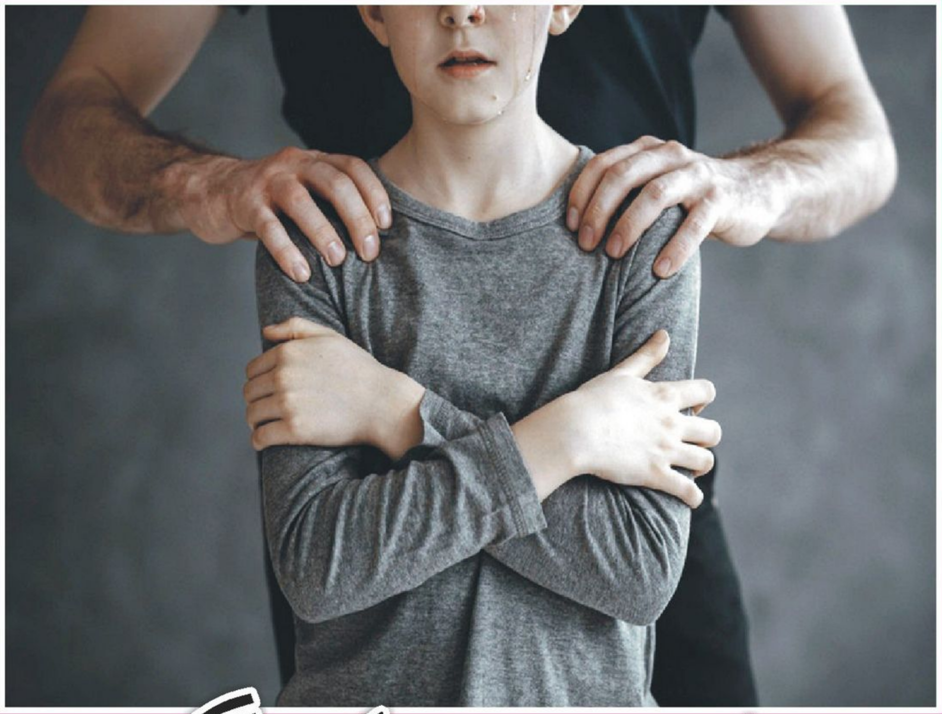

# جنسی ہراسگی

تحریر: روبی شیخ سرگودھا

ہراسگی جس کا لفظی معنی خوفزدہ کرنا ہے اس کے معنی کافی وسیع ہیں یہ ہراسگی کئی طرح کی ہوسکتی ہے مگر جس ہراسگی کی میں بات کرنا چاہوں گی وہ ہے جنسی ہراسگی جس کا شکار ہمارے معاشرے میں صرف لڑکیاں ہی نہیں ہیں اس کی زد میں بچیاں , عورتیں , بچے , لڑکے یہاں تک کے بڑی عمر کے مرد بھی آسکتے ہیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ اس کے بارے میں شعور نہ ہونا ہے ہم یہ جانتے ہی نہیں کہ ہراسگی کیا ہے اور اس کے اثرات ہراس ہونے والے پر کتنے دیرپا ہوتے ہیں اس بارے میں آگے چل کر بات کرتے ہیں پہلے ہمیں جاننے کی ضرورت ہے ہراسگی ہوتی کیا ہے غیر اخلاقی گفتگو، نامناسب حرکت اور غیر مناسب رابطہ جنسی ہراسانی کے زمرے میں آتے ہیں، یہاں تک کہ خواتین کے ساتھ چھیڑخانی اور بدسلوکی بھی اسی زمرے میں آتی ہے جو دفعہ 509 کے تحت غیر قانونی اور قابل سزا جرم ہے۔ کافی پہلے سے میں اس موضوع پر لکھنا چاہتی تھی مگر لکھ نہ سکی آج میرا اس موضوع پر بات کرنے کی وجہ گزشتہ دنوں ہمارے علاقے میں پیش آیا واقعہ ہے جس میں بچے کو بیکری والے کی جانب سے ہراسگی کا سامنا کرنا پڑا۔ ہوا کچھ یوں کہ نو سالہ بچہ بیکری پر جاتا تھا ناشتہ لینے ایسے میں مالک کی جانب سے اسے ہراسگی کا سامنا کرنا پڑا۔ بچہ بیکری پر بریڈ لینے گیا تھا تب بیکری والے نے اس کے ساتھ نازیبا حرکت کی بچہ گھر گیا اور اپنے والد کو بتایا باپ نے اسے پیسے دیے اور کہا وہ پھر بیکری پر جائے بچہ جب دوبارہ بیکری پر گیا تو بیکری والے نے اسے کو کاؤنٹر کے پیچھے جیسے ہی لے جانا چاہا تو بچے کا باپ جو ویڈیو بنا رہا تھا اندر گیا اور اسے رنگے ہاتھوں پکڑا اور ساتھ ہی پولیس کو بلا لیا سارا بازار جمع ہوگیا ان کے لیے یہ چٹ پٹی خبر تھی سب نے تبصرے کیے پولیس مجرم کو لے گئی اور بس بات ختم ہوگئی۔ حالانکہ بات یہاں سے شروع ہوتی ہے پولیس نے مجرم کو پکڑا اور مجرم نے جرم کا اقرار کرنے کے بعد معافی مانگی کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا ایسے پولیس نے اسے صلح صفائی کے بعد چھوڑ دیا حالانکہ ایسے مجرم کو کڑی سزا ملنا چاہیے تھی بیکری کو سیل ہونا چاہیے تھا جبکہ اسکی کھلی بیکری اس بات کا ثبوت ہے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس نے معافی مانگی دوبارہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا اور چھوٹ گیا اب جو شخص معاشرے کا ناسور ہے وہ کھلا پھرے گا کیونکہ صرف ایک بچے نے اپنے ساتھ ہونے والی ہراسگی کا بتایا بیکری پر تو روزانہ ڈھیروں بچے آتے ہیں خدا جانے اور کتنے بچے اسکی شیطانیت کا شکار ہوئے ہوں وہ پھر بھی آزاد گھوم رہا ہے تو ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ سوچیے کہیں آپ کا بچہ یا بچی بھی تو ایسے ہی کسی شخص کی شیطانیت کا شکار تو نہیں ہو رہے اور آپ اس بات سے اس لیے لاعلم ہیں کیونکہ آپ کا رویہ اپنے بچے یا بچی کے ساتھ لاپرواہانہ ہے اور بچہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے کسی کہ ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں وہاں ہم اپنے بچوں کو یہ بتانا کہ ان کے جسم کے کون کونسے حصے ایسے ہیں جنہیں کوئی نہ چھوئے کوئی ان سے کس قسم کی گفتگو نہ کرے ان کو کسی اجنبی سے کتنے فاصلے پر بیٹھنا یا کھڑا ہونا چاہیے ہمارے لیے یہ سب بتانا باعث شرمندگی ہے کہ چھوٹے بچوں سے ایسی باتیں کیسے کریں اور ہمارا یہی رویہ بچوں کے نقصان کی سب سے بڑی وجہ ہے جیسے بیان کردہ واقعے کے بعد بڑے تو بڑے بچے بھی اس بچے کے پاس پہنچ گئے اور کیا ہوا تھا کیسے ہوا تھا جیسے سوال کرنے لگے اور وہ تمام باتیں جو ہم اپنے بچوں کو ان کو ان کی حفاظت کے اصولوں کے طور پر نہیں بتاتے

اس بچے نے سب بچوں کو یہ کہہ کر تفصیل کے ساتھ بتائیں کہ بیکری والے نے اس کے ساتھ گندی حرکت کی اور ان کے پوچھنے پر اس نے اس گندی حرکت کی تمام تفصیلات بھی بتائیں ایک بچے کے ساتھ کی گئی ہراسانی نے تمام بچوں کو بڑا کر دیا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم خود اپنے بچوں کو مناسب انداز میں اپنی حفاظت کے طریقے بتائیں تا کہ کوئی ان کو نشانہ نہ بنا سکے۔سب سے پہلے ہمیں جاننا ہوگا ایسے واقعات کیسے اور کیوں رونما ہوتے ہیں تو جان لیجیے اس قسم کے زیادہ تر واقعات ہماری لاپرواہی کا نتیجہ ہوتے ہیں بچوں کے ساتھ اس قسم واقعات میں عموما بچے کی جان پہچان والے لوگ ملزم ہوتے ہیں جیسے رشتے دار, مالی, ڈرائیور, خانساماں, استاد یا اجنبی وغیرہ جن پر ہم بھروسے کرتے ہیں اور دھیان نہیں دیتے جبکہ بچے اپنی نا سمجھی میں ان پر مکمل بھروسہ کرتے ہیں اور یہی بھروسہ ان کے ساتھ اس قسم کے واقعات کی بڑی وجہ ہے اس لیے بچے کو بتائیں قریبی افراد کے علاوہ باقی لوگوں سے ان کو کتنے فاصلے پر اور کیسے رہنا ہے بچوں کو پرورش کرتے ہوئے ان باتوں کا خاص خیال رکھیں۔سیکچوئل ابیوز کی دو اقسام ہیں۔جسمانی زیادتی جس میں بچے کو زبردستی چومنا, ان کے جسم کو غیر ضروری چھونا یا ہاتھ پھیرنا , پوشیدہ اعضا کو چھونا وغیرہ ہیں۔۔بنا جسمانی زیادتی اس میں بچے کے ساتھ فحش فلمز دیکھنا, گفتگو کرنا وغیرہ شامل ہیں سب سے پہلا کام جو آپ کو کرنا ہے۔۔اپنے بچے کو عزت دیں۔اس کے جسم کے پوشیدہ اعضا کو اتفاقا بھی مت چھوئیں۔اسے بتائیں سب کے سامنے کپڑے بدلنا بری بات ہے اس لیے اسے عمومی انداز میں کپڑے بدلنے نہ دیں۔اپنے بچے کو ایسا کرنے سے منع کریں کے :اگر کوئی اسکے جسم کو چھوئے خاص طور پر وہ حصے جن کو کپڑوں سے ڈھانپا جاتا ہے تو منع کرے اور اس شخص کے پاس سے فوری طور پر چلا جائے۔کسی اجنبی پر بھروسہ نہ کرے۔ویران جگہوں پر مت جائے , دکان دار اگر چیز دینے کے لیے اندر بلائے تو اندر مت جائے۔۔ ..اسے سکھائیں کے جسم کے وہ حصے جن کو کپڑوں سے ڈھانپا جاتا ہے کسی کو انہیں چھونے یا دیکھنے کی اجازت نہ دیں۔اگر کوئی اس کے ساتھ کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کرے وہاں سے فوری بھاگ جائے اور فوری گھر کے افراد کے پاس آئے یا جہاں زیادہ لوگ ہوں وہاں جائے۔اگر بچہ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا بتائے تو آپکا فرض ہے کہ اس کی بات دھیان سے سنیں اور اس کی بات پر اعتماد ظاہر کریں انہیں اعتماد دیں کہ آپ ان کے ساتھ ہیں۔پر سکون رہیں۔بچے کو یہ اعتماد دیں یہ اس کی غلطی نہیں ہے۔اسے حوصلہ دیں کہ وہ آپ سے بات کرے کیونکہ آپ اس کے لیے وہاں موجود ہیں بچے کو مستحکم انداز میں کہیں کہ وہ ہمت رکھے اور عزم کرے کہ وہ ایسا دوبارہ ہونے سے روکے گا۔اس قسم کا واقعہ پیش آنے کی صورت میں پیشہ ور ماہرین سے مشورہ کریں اور قانونی مدد طلب کریں اس بات کا خیال رکھیں عام جگہیں جہاں ایسے واقعات ہوتے ہیں محلے داروں کے گھر۔سکول یا مدرسہ۔نگہداشت کاروں کی وجہ سے ان کا اپنا ہی گھر۔ویران جگہیں وغیرہ ہیں۔بچے کے شخصیت پر پڑنے والے اثرات میں بے خوابی ڈرانے خواب۔بھوک محسوس نہ ہونا۔خوف کا شکار رہنا۔لوگوں سے ڈرنا خود سے اور دوسروں سے اعتماد ختم ہوجانا۔خود کو کمتر محسوس کرنا, غصہ, شرمندگی یا احساس جرم محسوس کرنا۔غیر معولی رویہ جیسے جذباتی ہوجانا یا پھر بالغ کی صورت میں بچوں سے زیادتی کرنے والا بن جانا۔چائلڈ ابیوز کا شکار صرف ہمارے بچے ہی نہیں ہیں اسکا شکار دنیا کے ہر حصے کے بچے ہیں مگر وہاں کے قوانین سخت ہیں جس کے شکنجے سے کوئی مجرم چھوٹ نہیں سکتا۔ ہمیں اپنے بچوں کی حفاظت خود کرنا ہے تو ہمیں ان کو اپنی حفاظت کرنے کے طریقے بھی سیکھانا ہوں گے ساتھ ہی ان کو اس قابل بنانا ہوگا کہ وہ خود بھی اس قسم کی سرگرمی کا حصہ نہ بنیں اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو پھر ہم کہیں گے۔"ہائے تیرا زین" "ہائے میری زینب"۔۔انہیں گڈ ٹچ بیڈ ٹچ کا فرق سیکھائیں۔ان کو اپنی سرگرمیاں شیئر کرنے کی عادت ڈالیں ان کو باہر بھیجتے وقت اس بات کا خیال رکھیں بچہ کتنی دیر باہر لگا کر آیا ہے پھر اس سے سارے واقعہ کی تفصیلات باتوں باتوں میں پوچھیں ان کے ساتھ مل کر ٹی وی پر ان کی عمر کے مطابق پروگرام دیکھیں مناسب لباس جو تمام تقاضے پورے کرتا ہو دیں یہ مت کہیں ابھی بچی ہے کیونکہ' درندہ شکار کرتا ہے وہ اس سوچ سے ماورا ہے یہ چڑیا ہے یا چڑیا کا بچہ اسے اپنی بھوک مٹانا ہوتی ہے "بچے کیونکہ کمزور حریف ہوتے ہیں اس لیے وہ آسانی سے شکار ہوجاتے ہیں۔بچوں کو باڈی رائٹس سے متعلق معلومات فراہم کریں انہیں سمجھائیں کہ کوئی بھی شخص آپ کی باڈی کے حساس اعضا کو چھونے یا چھیڑنے کی کوشش کرے تو آپ نے بالکل برداشت نہیں کرنا اور اگر کبھی ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے تو ہار نہیں ماننا۔ڈرنا نہیں ہے ,۔شور مچانا ہے اپنے ناخنوں اپنے دانتوں کو ہتھیار کی طرح استعمال کرنا ہے بچوں کو پولیس ایمرجینسی نمبر ضرور بتائیں بچے کو گھر کا ایڈریس , فون نمبر ضرور یاد کروائیں بچوں کو پر اعتماد بنائیں تا کہ وہ اپنی طرف بڑھنے والے ہاتھ اور اٹھنے والی نظر کو پہچان سکیں۔۔

## پکوان

### ڈھابا اسٹائل قیمہ

اجزا: گھی ایک کپ، پیاز کٹی ہوئی ایک کپ، لہسن ادرک کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ۔ قیمہ آدھا کلوگرام۔ ٹماٹر کا گودا ایک کپ۔ ہری مرچیں کٹی ہوئی چار عدد۔ نمک حسبِ ذائقہ۔ لال مرچ پسی ہوئی ایک کھانے

کا چمچ۔ کٹی ہوئی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ۔ کالی مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ ہلدی پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ دھنیا پاؤڈر ایک چائے کا چمچ۔ چکن پاؤڈر ایک چائے کا چمچ۔ کالا نمک ایک چائے کا چمچ۔ زیرہ ایک چائے کا چمچ۔ کالی مرچ کٹی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ ثابت دھنیا کٹا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ چاٹ مسالا ایک چائے کا چمچ۔ گرم مسالہ پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ پانی حسبِ ضرورت۔ ادرک پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ لیموں کا رس دو چائے کے چمچ۔ تازہ دھنیا آدھا کپ۔

ترکیب: سب سے پہلے ایک برتن میں گھی ڈال کر گرم کریں۔ اب اس میں کٹی ہوئی پیاز ڈال کر بھونیں جب تک کہ وہ سنہری رنگت اختیار نہ کرلے۔ اب اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ اور بیف کا قیمہ ڈال کر چند منٹ تک پکائیں۔ اب اس میں ٹماٹر کا گودا ڈالیں اور اچھی طرح مکس کریں۔ اب اس میں ہری مرچیں ڈالیں اور تھوڑی دیر تک پکائیں۔ اب اس میں نمک، پسی ہوئی لال مرچ، کٹی ہوئی لال مرچ، پسی ہوئی کالی مرچ، پسی ہوئی ہلدی، دھنیا پاؤڈر، چکن پاؤڈر، کالا نمک، زیرا، کٹا ہوا ثابت دھنیا، چاٹ مسالا، گرم مسالا پاؤڈر اور پانی ڈالیں۔ اب اسے ڈھکنا دے کر دس منٹ تک دم دے دیں۔ اب آخر میں اس میں کٹی ہوئی ہری مرچیں، پسا ہوا ادرک، لیموں کا رس اور تازہ دھنیا ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔ گرم گرم پیش کریں۔ مزیدار ڈھابا اسٹائل قیمہ سے لطف اٹھائیں۔

### چکن چیز سینڈوچ

ترکیب: ایک پین کو درمیانی آنچ پر رکھیں، اب اس میں تیل ڈالیں۔ اس کے بعد کٹی ہوئی پیاز شامل کریں اور پیاز کی رنگت تبدیل ہوجانے تک بھونیں۔ اب اس میں لہسن ادرک اور کٹی ہوئی ہری مرچیں ڈالیں اور چمچ چلائیں۔ پھر اس میں مرغی ڈال کر دو سے تین منٹ کے لیے بھونیں۔ اب اس میں نمک، کالی مرچ، زیرہ اور دھنیا پاؤڈر شامل کریں۔ تمام چیزوں کو اچھی طرح مکس کریں۔ اب درمیانی آنچ پر پانچ منٹ تک ڈھک کر پکائیں۔ اب چولہا بند کردیں اور اسے

تقریباً تین سے چار منٹ ٹھنڈا ہونے کے لیے چھوڑ دیں۔ اب اس میں موزریلا پنیر اور کٹا ہوا دھنیا ڈال دیں تمام چیزوں کے یکجا ہونے تک مکس کریں۔ اب اس میں پانچ منٹ کے لیے ابال آنے دیں۔ اب کانٹوں کی مدد سے مرغی کے گوشت کے ریزے کرلیں اور تھوڑی دیر تک ٹھنڈا ہونے دیں۔ اب ایک ڈبل روٹی کا سلائس لیں اور اس کے اوپر چکن کا مکسچر ڈالیں، اوپر سے ایک اور ڈبل روٹی کا سلائس رکھ دیں۔ پھر دونوں سلائسز کو اچھی طرح دبائیں۔ مزیدار چکن سینڈوچ سے لطف اندوز ہوں اور نیچے دیئے گئے کمنٹس سیکشن میں ہمیں اپنی قیمتی رائے سے آگاہ کریں۔

## گھریلو ٹوٹکے

### قالین پر اگر چائے گر جائے

قالین پر اگر چائے گر جائے تو اس جگہ فوراً پسا ہوا نمک چھڑک دیں، خشک ہونے پر گیلے کپڑے سے

صاف کرلیں، چائے کا دھبہ غائب ہوجائے گا۔

### پرفیوم کا دھبہ

کپڑوں پر عطر یا کسی پرفیوم کا دھبہ پڑ جائے تو

اسے ٹاٹری سے مل کر نیم گرم پانی سے دھولیجیے دھبہ دور ہو جائے گا۔

### جلے کا آزمودہ ٹوٹکا

ہاتھ وغیرہ جل جائے تو چونے کے پانی میں شکر گھول کر جلے ہوئے مقام پر لگانے سے فوراً آرام آجائے گا۔

# ہیلتھ اینڈ فٹنس

ترتیب و اہتمام
نزہت عروج بیگ

## نہار منہ پانی پینے کے حیرت انگیز فوائد

ایک تحقیق کے مطابق نہار منہ پانی پینے سے انسان کو ہر تھوڑی دیر بعد بھوک نہیں لگتی اور جسمانی توانائی بڑھ جاتی ہے جو جسمانی سرگرمیوں کو بحال رکھنے میں مدد کرتی ہے اور وزن بھی نہیں بڑھتا۔جن لوگوں کو کھانے کے بعد تیزابیت ہوتی ہے یا اکثر ہی سینے میں جلن کی شکایت رہتی ہے تو نہار منہ پانی پینے سے یہ مسئلہ بھی حل ہوجائے گا۔نہار منہ پانی پینے کی عادت اپنانے سے انسانی جسم کی قوتِ مدافعت میں بھی بہتری آتی ہے جس کے نتیجے میں عام امراض جیسے نزلہ، زکام اور بخار وغیرہ کا امکان کم ہوجاتا ہے اور قبض جیسے مسئلے کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑتا اور نہار منہ پانی پینے سے چہرے پر جھریاں پڑنے جیسے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا،انسان کی جلد صحت منداور چہرہ تروتازہ نظر

آتی ہے۔صرف جلد ہی نہیں بلکہ نہار منہ پانی پینے کی عادت کو اپنانے سے بالوں کی بھی صحت مند نشوونما ہوتی ہے اور وہ مضبوط اور چمکدار ہوجاتے ہیں۔

## درد شقیقہ یا مائیگرین میں آرام کے لیے موثر گھریلو ٹوٹکے

ادرک کی چائے کے ذریعے بھی مائیگرین میں کمی لائی جاسکتی ہے۔آدھے سر درد سے نجات کے لیے ادرک کو بہترین چیز تصور کیا جاتا ہے۔ادرک کا استعمال سر میں موجود خون کی شریانوں کی سوجن کو کم کرتا ہے جس سے درد سے نجات ملتی ہے۔ادرک کے تین ٹکڑوں کو دو کپ کے قریب پانی میں ڈال دیں۔اس پانی کو آدھے گھنٹے تک ڈھک کر رکھیں، پھر اسے چائے کی شکل میں تیار کر کے استعمال کرلیں۔یہ ٹوٹکا بھی فائدہ مند ہوسکتا ہے۔کسی برتن میں پانی لے کر اس میں مسٹرڈ پاوڈر ملائیں اور اپنے دونوں پیر اس پانی میں ڈبو لیں۔پاوں میں جو خون گردش کر رہا ہوتا ہے وہ اکثر سر کی شریانوں میں خون کا بہاو کم کرنے کا سبب

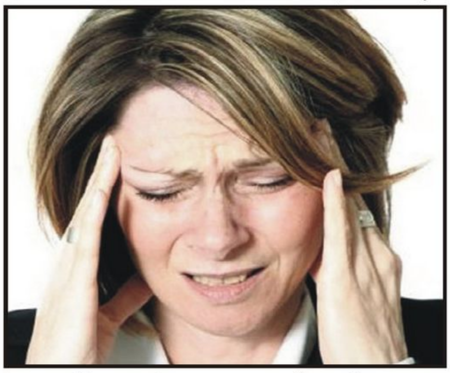

بنتا ہے۔نیم گرم پانی میں مسٹرڈ پاوڈر ڈال کر آدھے گھنٹے اپنے پاوں اس پانی میں ڈبو دیں تاکہ خون کی گردش معمول پر آئے۔درد شقیقہ کی کئی وجوہات میں سے ایک وجہ جسم میں پانی کی کمی بھی ہوسکتی ہے۔اکثر خواتین و حضرات پانی پینا بھول جاتے ہیں۔اگر آپ کے ساتھ ایسی صورتحال پیش آئے کہ اچانک سر میں درد اٹھ جائے تو ایک سے دو گلاس پانی پئیں تاکہ جسم میں پانی کی کمی دور ہوسکے اور مائیگرین میں کمی آئے۔

## اعتدال کے ساتھ کافی کا استعمال امراض قلب، ذیابیطس کے خطرات کم کرسکتا ہے

محققین کے مطابق وہ افراد جو روزانہ دو سے تین کپ کافی پیتے ہیں ان میں امراض قلب، اسٹروک یا ٹائپ ٹو ذیابیطس کے خطرات کم ہوجاتے ہیں۔اس تحقیق کے دوران چین کی سوچو یونیورسٹی کے ماہرین نے 37 سے 73 سال کی عمر تک کے پانچ لاکھ برطانوی شہریوں

کا ڈیٹا استعمال کیا۔ڈیٹا کے تجزیہ کے دوران انھیں پتہ چلا کہ اعتدال کے ساتھ روزانہ دو سے تین کپ کافی پینے والے افراد میں کارڈیومیٹابولک امراض پیدا ہونے کے امکانات ان سے نصف تھے جو بالکل کافی نہیں پیتے تھے۔اس تحقیق کے مرکزی مصنف ڈاکٹر چافو کا کہنا تھا کہ تحقیق سے سامنے آنیوالے نتائج اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ کافی یا کیفین کی معتدل مقدار مفید ہوسکتی ہے۔نوٹ:یہ مضمون قارئین کی معلومات کیلئے شائع کیا گیا ہے۔صحت سے متعلق امور میں اپنے معالج کے مشورے پر عمل کریں۔

## کیلے کے چھلکوں کے جادوئی فوائد

ویسے تو کیلا ہماری صحت کے لیے بیحد ضروری ہے، کیونکہ اس میں وٹامن بی6-، بی12-، وٹامن سی، آئرن فائبر، میگنیشیئم، پوٹاشیئم اور ایتھائلین پایا جاتا ہے۔کیلے کے چھلکوں میں ہماری خوبصورتی اور صحت کے اہم راز چھپے ہوئے ہیں، ایکنی ہوجائے تو کیلے کے چھلکے کو

اندر کی طرف سے منہ پر رگڑیں، اس سے ایکنی کم ہو جائیں گی۔چہرے پر نشانات یا داغ دھبے پڑ گئے ہیں تو چھلکے منہ پر رگڑنے سے یہ نشانات اور داغ دھبے ختم ہو جائیں گے۔آنکھوں کے گرد کالے گھیرے پڑ گئے ہیں تو کیلے کے چھلکے کو پیس کر ایلوویرا جیل میں ملائیں اور آنکھوں کے گرد لگالیں، دانتوں پر جمی پیلاہٹ کو ہٹانے کے لئے ہفتے میں 2 سے 3 مرتبہ چھلکے کو دانتوں پر پانچ سیکنڈ تک رگڑ کر پانی سے دھولیں آپ کے دانت چمک جائیں گے۔چہرے پر پڑی جھریوں پر چھلکے کو رگڑنے سے جھریاں کم ہوسکتی ہیں۔کیلے کے چھلکے خارش اور الرجی کی جگہ پر مسلنے سے فائدہ دیتا ہے۔

# SHOWBIZ شوبز

## ودیابالن کی گاڑی کو حادثہ
## اداکارہ بال بال بچ گئیں

ممبئی: بالی ووڈ کی مشہور اداکارہ ودیابالن حال ہی میں ایک خطرناک کار حادثے سے محفوظ رہیں۔ بھارتی میڈیا

کے مطابق، ودیا اپنی نئی فلم تمہاری سلو کی شوٹنگ مکمل کرنے کے بعد باندرہ میں ایک میٹنگ کے لیے جارہی تھیں جب ان کی گاڑی کا ایک اور گاڑی سے تصادم ہوگیا۔ خوش قسمتی سے ودیا اس حادثے میں محفوظ رہیں اور انہیں کسی قسم کی چوٹ نہیں آئی۔ تاہم ان کی گاڑی کو نقصان پہنچا۔

## کامیڈی کنگ عمر شریف کو مداحوں سے بچھڑے 3 برس بیت گئے

کراچی: بے مثال اداکاری اور جداگانہ انداز سے کئی دہائیوں تک لوگوں کو ہنسانے والے محمد عمر (عمر شریف) نے 19 اپریل 1960 کو کراچی کے علاقے لیاقت آباد میں جنم لیا تھا۔ اسٹیج ڈراموں کے بے تاج

بادشاہ نے 1980 میں پہلی بار آڈیو کیسٹ کے ذریعے ڈرامے ریلیز کیے، جنہوں نے پاکستان کے ساتھ ساتھ پڑوسی ملک بھارت میں بھی کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ عمر شریف کے مقبول ڈراموں میں 1989 میں ریلیز ہونے والا مشہور مزاحیہ ڈرامہ بکرا قسطوں پر 1، 2، 3، 4، 5، بڈھا گھر پر ہے، میری بھی تو عید کرادے، ماموں مذاق مت کرو اور دیگر شامل ہیں۔ عمر شریف نے 70 سے زائد ڈراموں کے اسکرپٹ لکھے جن کے مصنف، ہدایتکار اور اداکار وہ خود تھے اور ان ڈراموں نے مقبولیت کے ریکارڈ قائم کیے۔ بھارت کے مشہور مزاحیہ اداکار جونی لیور اور راجو شریواستو نے عمر شریف کی مزاحیہ اداکاری سے متاثر ہوکر انہیں دی گارڈ آف ایشین کامیڈی کا لقب دیا تھا۔ عمر شریف 2 اکتوبر 2021 کو عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کے باعث 61 برس کی عمر میں جرمنی میں دوران علاج انتقال کرگئے تھے۔

## وحید مراد کا 86 واں یوم پیدائش

کراچی: ستارہ امتیاز اور لائیو ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ حاصل کرنے والے چاکلیٹی ہیرو وحید مراد کے مداح ان کا 86 واں یوم پیدائش منا رہے ہیں۔ وحید مراد نے کامیاب فلموں کے ریکارڈ قائم کئے۔ وحید مراد 2 اکتوبر 1938 کو پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم میری کلاسو اسکول سے حاصل کی بعد ازاں انہوں نیانگلش ادب میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ وحید مراد نے اپنے فلمی کیریئر کا آغاز 1959 میں فلساتھی سے کیا۔ وحید مراد کی شہرت میں فلم ہیرا اور پتھر سے مزید اضافہ ہوا۔ انہیں پاکستان کی پہلی پلاٹینیم جوبلی فلم ارمان کے لیے بیک وقت فلم ساز، مصنف اور ہیرو ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ چاکلیٹی ہیرو نے اولاد سے لے کر زلزلہ تک کل 125 فلموں میں کام کیا اور ان کا ہر کردار جاندار رہا۔ اکیلے نہ جانا سے لے کر دیگر گانوں نیانہیں لازوال شہرت دی۔ ان کی پہلی فلم اولاد اور آخری ریلیز شدہ فلم زلزلہ تھی۔ وحید مراد بیک وقت فلم ایکٹر، فلم پروڈیوسر اور اسکرپٹ رائٹر بھی تھے۔ وحید مراد کی بہترین فلموں میں دل میرا دھڑکن تیری، ہیرا اور پتھر، ارمان، عندلیب، مستانہ ماہی، انسانیت، دیور بھابھی وغیرہ شامل ہیں۔ وحید مراد

نے اپنی 23 سالہ فلمی زندگی میں اعلی کارکردگی کی بنا پر مجموعی طور پر 32 ایوارڈ حاصل کیے۔ وحید مراد نے اپنی زندگی کے آخری لمحات کراچی میں گزارے اور یہیں ان کا 23 نومبر 1983 کو انتقال ہوا۔

## مولانا رومی کے شہر میں صنم ماروی کی دلکش پرفارمنس، حاضرین کو مسحور کردیا

انقرہ: پاکستان کی معروف صوفی گلوکارہ صنم ماروی نے ترکی کے تاریخی شہر کونیا میں منعقدہ عالمی صوفی

میوزک فیسٹیول میں اپنی دلکش آواز اور صوفی روایات سے گہری وابستگی کے ذریعے حاضرین کو مسحور کر دیا۔ پاکستانی سفارتخانے کے ناظم الامور شائق احمد بھٹو اور کونیا میونسپلٹی کے جنرل سیکریٹری ایرکان ارسو نے صنم ماروی کی پرفارمنس کو سراہا۔ صنم ماروی نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کونیا، رومی کے شہر میں گانا میرے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

## خاطر غزنوی

گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے
گرمیٔ محفل فقط اک نعرہ مستانہ ہے
اور وہ خوش ہیں کہ اس محفل سے دیوانے گئے
میں اسے شہرت کہوں یا اپنی رسوائی کہوں
مجھ سے پہلے اس گلی میں میرے افسانے گئے
وحشتیں کچھ اس طرح اپنا مقدر بن گئیں
ہم جہاں پہنچے ہمارے ساتھ ویرانے گئے
یوں تو وہ میری رگ جاں سے بھی تھے نزدیک تر
آنسوؤں کی دھند میں لیکن نہ پہچانے گئے

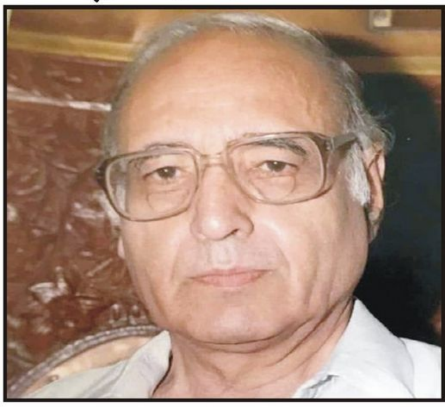

اب بھی ان یادوں کی خوشبو ذہن میں محفوظ ہے
بارہا ہم جن سے گلزاروں کو مہکانے گئے
کیا قیامت ہے کہ خاطر کشتۂ شب تھے بھی ہم
صبح بھی آئی تو مجرم ہم ہی گردانے گئے
انتخاب: نازیہ بتول

## فراق گورکھپوری

سر میں سودا بھی نہیں، دل میں تمنا بھی نہیں
لیکن اِس ترک محبت کا بھروسا بھی نہیں
یہ بھی سچ ہے کہ محبت پہ نہیں میں مجبور
یہ بھی سچ ہے کہ ترا حسن کچھ ایسا بھی نہیں
مہربانی کو محبت نہیں کہتے اے دوست
آہ اب مجھ سے تری رنجشِ بیجا بھی نہیں
مدتیں گزریں تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں
ہائے وہ رازِ محبت جو چھپائے نہ بنے
ہائے وہ داغِ محبت جو ابھرتا بھی نہیں

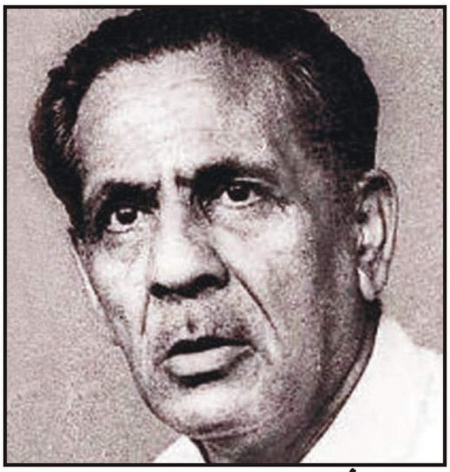

آہ یہ مجمعِ احباب، یہ بزمِ خاموشی
آج محفل میں فراقِ سخن آرا بھی نہیں
انتخاب: شازیہ فخر

## ڈاکٹر صابرہ شاہین

کم سن اور نویلی ہے ، تو کیا جانے
جیون ایک پہیلی ہے،تو کیا جانے
اک میٹھی مسکان نے لے کر دل میرا
جان بھی آ خر لے لی ہے ،تو کیا جانے
لمحہ لمحہ ڈوبتی یہ تنہا کشتی
کس طوفان سے کھیلی ہے، تو کیا جانے

وقت پڑے تو مطلب کی اس دنیا میں
کون کسی کا بیلی ہے ، تو کیا جانے
تن دھرتی کے ویرانے میں وحشت سا
دل سنسان حویلی ہے ،تو کیا جانے
درد کی ظالم زرد گھڑی اس ہجراں میں
کیسے جان پہ جھیلی ہے، تو کیا جانے

## اس کا رنگ

اس کے رنگ میں رنگ جاوں گی
اس کو جیسا روپ پسند ہے
اس کے جیسی بن جاوں گی
بالکل ویسی نظمیں لکھوں گی
جن نظموں کو پڑھ کر وہ اب

پاگل پاگل سا پھرتا ہے
میں بھی بالکل ویسی بن کر
اس کو اپنا پاگل کر دوں گی
مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے
وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے
میں اس کی اس نفرت کو بھی
اک دن یہ دنیا دیکھے گی
اپنی محبت میں بھر دوں گی
اس کو یہ معلوم نہیں ہے
میں اک ضدی سی لڑکی ہوں
جو اپنے محبوب کی خاطر
اس دنیا سے لڑ جائے گی
اس کو حاصل کرنہ پائی
تو یہ لڑکی مر جائے گی
راحیلہ غزل

# سپورٹس

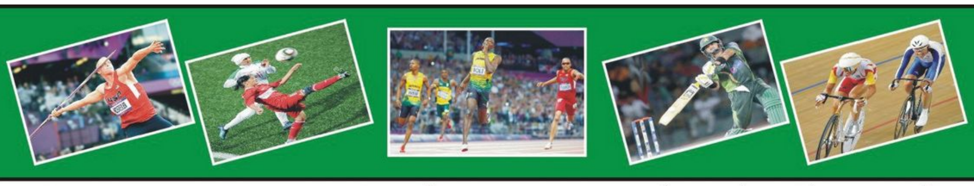

## بابراعظم قومی وائٹ بال ٹیم کی کپتانی سے مستعفی ہوگئے

نیٹ نیوز: پاکستان کی ون ڈے اور ٹی ٹوئنٹی ٹیم کے کپتان بابراعظم نے قومی ٹیم کی کپتانی سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔بابراعظم نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ

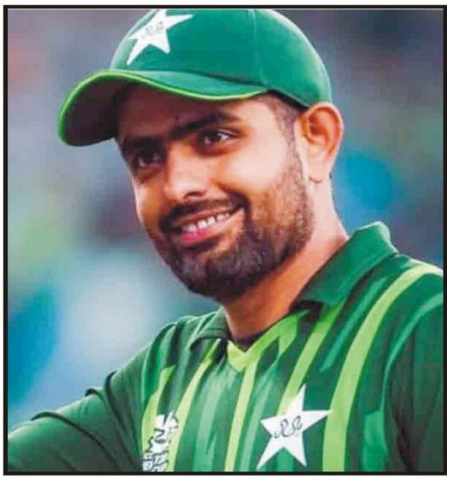

پاکستان کرکٹ ٹیم کی کپتانی سے استعفی دے دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ بطور کھلاڑی کردار ادا کرنے پر توجہ دینا چاہتا ہوں۔بابراعظم کا کہنا تھا کہ کپتانی اچھا تجربہ تھا لیکن ورک لوڈ میں اضافہ ہوگیا تھا،میں اپنی پرفارمنس پر توجہ دینا چاہتا ہوں۔

## ورلڈ بیچ کبڈی چیمپئن شپ پاکستان نے سلور میڈل جیت لیا

نیٹ نیوز: پہلی ورلڈ بیچ کبڈی چیمپئن شپ میں پاکستان نے سلور میڈل جیت لیا۔ایران میں ہونیوالے ایونٹ کے فائنل میں پاکستان کو میزبان ملک نے شکست دی۔ فائنل میں سنسنی خیز مقابلے کے بعد ایران کو چھ پوائنٹس سے کامیابی ملی، پاکستان کے خلاف ایران کی

کامیابی کا اسکور اکتالیس پینتالیس رہا۔

## سری لنکا نے نیوزی لینڈ کو دو میچوں کی ٹیسٹ سیریز میں وائٹ واش کردیا

نیٹ نیوز: گال میں کھیلے گئے دوسرے اور آخری ٹیسٹ میچ میں میزبان سری لنکا نے اننگ اور 154 رنز

کے بھاری مارجن سے شکست دیکر نیوزی لینڈ کو سیریز میں 2-0 سے وائٹ واش کردیا۔واضح رہے کہ گزشتہ سال کیویز نے اپنی سرزمین پر سری لنکا کو دو ٹیسٹ میچوں کی سیریز میں وائٹ واش کیا تھا جس کا سری لنکا نے حساب برابر کردیا۔

## تیسرا ٹی20؛ جنوبی افریقا ویمنز نے پاکستان کو ہرا کر سیریز جیت لی

نیٹ نیوز: جنوبی افریقی ویمنز ٹیم نے پاکستان کو سیریز کے تیسرے ٹی 20 میچ میں شکست دیکر سیریز اپنے نام کرلی۔ملتان میں کھیلے گئے سیریز کے تیسرے اور آخری ٹی 20 میچز میں جنوبی افریقی ویمنز ٹیم نے پاکستان کو 8 وکٹوں سے شکست دی۔ پاکستان نے پہلے

بیٹنگ کرتے ہوئے مقررہ 20 اوورز میں 5 وکٹوں کے نقصان پر 153 رنز بنائے۔افریقی ٹیم نے ہدف محض 18.3 اوورز میں 2 وکٹوں کے نقصان پر حاصل کرلیا۔قبل ازیں سیریز کے پہلے میچ میں جنوبی افریقہ نے پاکستان کو پہلے میچ میں شکست دی تھی جبکہ دوسرے میچ میں ہوم گراؤنڈ گرین شرٹس نے مہمان ٹیم کو ہرایا تھا۔

## کامن ویلتھ پاور لفٹنگ چیمپئن شپ: سبیل سہیل نے گولڈ میڈل جیت لیا

نیٹ نیوز: سبیل سہیل نے کلاسک بینچ پریس کے 47 کلوگرام کیٹیگری میں گولڈ میڈل جیتا اور ویرونیکا

سہیل نے 52 کلوگرام کیٹیگری میں برانز میڈل جیتا۔52 کلوگرام کیٹیگری میں انگلینڈ کی پاورلفٹر نے گولڈ اور بھارت کی پاورلفٹر نے سلور میڈل جیتا۔ واضح رہے کہ کامن ویلتھ پاور لفٹنگ چیمپئن شپ جنوبی افریقا کے شہر سن سٹی میں جاری ہے۔

## باکسنگ کا پاک بھارت ٹاکرا عثمان وزیر نے 1 منٹ 5 سیکنڈ میں جیت لیا

پروفیشنل باکسنگ کا پاک بھارت ٹاکرا پاکستان کے عثمان وزیر نے 1 منٹ 5 سیکنڈ میں ہی جیت لیا۔تھائی لینڈ میں بھارتی باکسر تیھلک سیل وام پاکستان کے عثمان وزیر کے 2 مکے بھی برداشت نہ کرسکے اور رنگ میں گر گئے جس کے بعد ٹیکنیکل بیناد پر انہیں فاتح قرار دے دیا گیا۔

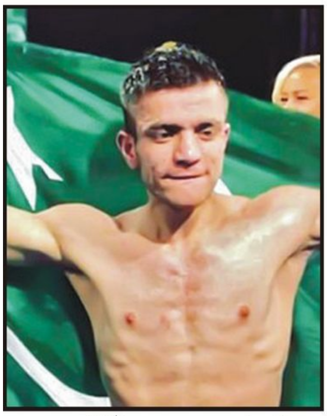

# خصوصی رپورٹس

## دنیا بھر میں 22 ہزار پاکستانی قید ہیں ان میں سے 10 ہزار سعودیہ میں ہیں، وزارت خارجہ

اسلام آباد: وزارت خارجہ حکام نے کہا کہ دنیا بھر 22 ہزار100 پاکستانی شہری قید ہیں اس حوالے سے

تفصیلات قائمہ کمیٹی میں پیش کردی گئیں۔ وزارت خارجہ حکام نے کہا کہ دنیا بھر22 ہزار100 پاکستانی شہری قید ہیں ان میں سے سعودی عرب میں 10 ہزار 400 سو، متحدہ عرب امارات میں پانچ ہزار سے زائد قیدی ہیں اسی طرح دنیا کے باقی ممالک میں بھی پاکستانی شہری قید ہیں، زیادہ تر افراد غیر قانونی امیگریشن میں قید ہوتے ہیں، قتل، ہراسانی اور دیگر جرائم میں بھی پاکستانی شہری قید ہیں۔

## خواتین کیخلاف جرائم کی رپورٹ، جنسی زیادتی کیسز میں پنجاب سرفہرست

لاہور: ملک بھر میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک، جنسی وجسمانی تشدد کا نشانہ بنائے جانے سمیت خواتین کے قتل، اغوا سے متعلق سسٹین ایبل سوشل ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق آبرو ریزی کے کیسز میں پنجاب سرفہرست رہا۔ ملک بھر میں 7,010 کیسز میں سے 6,624 کیسز پنجاب میں رونما ہوئے۔ اسی طرح سندھ میں خواتین کے اغوا کے سب سے زیادہ کیسز ریکارڈ ہوئے، جن کی تعداد 1,666 رہی۔ غیرت کے نام پر قتل کی جانے والی خواتین کی رپورٹ کیے گئے کیسز میں سندھ پہلے نمبر پر رہا، جس کے 258 واقعات رپورٹ ہوئے جو کہ پاکستان میں غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے تقریباً نصف ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے متاثرہ خواتین اور ان کے لواحقین کو تحفظ، سرپرستی اور یقینی انصاف فراہم کرکے سنگین نوعیت کے جرائم پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ ایگزیکٹو ڈائریکٹر سید کوثر عباس نے بتایا کہ یہ رپورٹ صوبائی پولیس محکموں میں درج درخواستوں سے حاصل کیے گئے اعدادوشمار پر مشتمل ہے۔ جو 2023 کے دوران پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں رپورٹ ہونے والے جی بی وی کیسز کا تجزیہ کرتی ہے۔ اگرچہ صوبائی پولیس کی جانب سے رپورٹ کیے گئے کیسز کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، تاہم مزید ہزاروں واقعات کے غیر دستاویزی ہونے کا امکان ہے۔ انہوں نے کہا کہ رپورٹ میں عصمت دری، اغوا اور غیرت کے نام پر قتل ہونے والی خواتین کے اعدادوشمار پریشان کن ہیں۔ آبروریزی کے کیسز میں پنجاب سرفہرست رہا، ملک بھر

میں 7,010 کیسز میں سے 6,624 کیسز پنجاب میں رونما ہوئے، جس کا شرح تناسب 94.5 فیصد رہا، جو ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان میں عصمت دری کے زیادہ تر واقعات پنجاب میں رونما ہوئے۔ دوسری جانب سندھ میں 188، خیبر پختونخوا میں 187، اور بلوچستان میں عصمت دری کے 11 واقعات رپورٹ ہوئے۔ خواتین کے اغوا کیسز سب سے زیادہ سندھ میں رپورٹ ہوئے، جہاں 1,666 خواتین کو اغوا کیا گیا جو کہ ملک بھر میں ہونے والے کل اغوا کا 56.4 فیصد ہے۔ جب کہ پنجاب میں 562 کیسز، بلوچستان میں 163 اور خیبر پختونخوا میں 36 کیسز رپورٹ ہوئے۔ سید کوثر عباس نے بتایا کہ سندھ میں غیرت کے نام پر قتل خواتین

کے عدم تحفظ کے شدید فقدان کو ظاہر کرتا ہے۔ صوبے میں 258 واقعات رپورٹ ہوئے جو کہ پاکستان میں غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے تقریباً نصف ہیں۔ خیبر پختونخوا میں 129، پنجاب میں 120 اور بلوچستان میں 26 کیسز رپورٹ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ صوبوں میں رپورٹ ہونے والے کیسز میں وسیع تفاوت اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا کہ سندھ، خیبر پختونخوا یا بلوچستان جیسے علاقوں میں خواتین کے خلاف تشدد کم پایا جاتا ہے بلکہ یہ سماجی بدنامی، خوف، اور خاندان والوں کی عدم سرپرستی کی بنا پر رپورٹ نہ ہونے والے کیسز کی نشاندہی کرتا ہے۔ سید کوثر عباس کا مزید کہنا تھا کہ یہ رپورٹ صوبوں میں صنفی بنیاد پر کیے گئے تشدد کے تاریک پہلوؤں کی عکاسی کرتی ہے۔ ایس ایس ڈی او کی یہ رپورٹ صنفی بنیاد پر تشدد (GBV) کے کیسز کو ٹریک کرنے کے لیے ایک مرکزی قومی ڈیٹا بیس سیل قائم کرنے کی سفارش کرتی ہے، جو ایک عوامی ویب سائٹ اور موبائل ایپ کے ذریعے قابل رسائی ہو۔ پنجاب، سندھ اور دیگر صوبوں میں رونما ہونے والے کیسز ظاہر کرتے ہیں کہ ان کی روک تھام کے لیے ایک منظم نظام کی ضرورت ہے، تاکہ متاثرہ خواتین کے لواحقین قانون نافذ کرنے والے اداروں سے بنا کسی خوف و ڈر کے انصاف کے حصول کے لیے رابطہ کرسکیں۔

## بیکریوں میں گاہکوں سے شاپروں کی قیمتوں کی وصولیاں

مکرمی! آج سویرے ایک معروف بیکری سے سامان لیا تو کہتے ہیں بڑے شاپر کے پندرہ اور چھوٹے شاپر کے دس روپے چارجز ہیں خیر وہ تو دینے تھے کیونکہ سامان ہاتھ میں تو پکڑنے سے رہا مگر سوال یہ ہے کہ جب شاپر کے پیسے ہم سے لے رہے ہیں تو شاپر پر سٹور یا

بیکری کا نام کیوں لکھا گیا ہے؟ مطلب فری کی اشتہاری مہم؟ اگر آپ کسٹمر سے پیسے لے رہے ہیں تو پھر شاپر پر کچھ نہ لکھا جائے یا دوسری صورت میں آپ کمپنیوں سے بول کر شاپر بنوائیں جن پر ان کا اشتہار ہو ان کی مہم پوری ہو جائے گی اور کسٹمر کو فری شاپر ملے گا۔ میری تمام حضرات سے اپیل ہے بیکریوں اور سٹوروں کی اس ناجائز لوٹ مار کو ختم کرانے کے لیے آواز بلند کریں اور اس کے خلاف باقاعدہ منظم مہم چلائی جائے تاکہ اس جگا ٹیکس کا خاتمہ ہو سکے۔ حکومت سے بھی اپیل ہے کہ بیکریوں اور سٹوروں کی جانب سے شاپروں کے نام پر ناجائز لوٹ مار کو ختم کرایا جائے اور تمام بیکریوں اور سٹوروں کو گاہکوں کو سامان کے ساتھ فری شاپر مہیا کرنے کا پابند بنایا جائے۔

ملک محمد اکرم لاہور

## پاکستان میں ٹرانسپورٹ کے مسائل

مکرمی! پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں ٹرانسپورٹ کے مسائل حل کرنے کے لئے کوششیں ضرور کی گئی ہیں لیکن ان مشکلات پر قابو پایا نہیں جاسکا ہے۔ کراچی میں بھی گرین لائن منصوبہ نمائش پر ختم کر دیا گیا ہے جبکہ اس منصوبے کی تعمیر کے وقت ہی حکمرانوں سے

وزیراعلی سندھ نے استدعا کی تھی کہ اس منصوبے کو ٹاور تک لے جایا جائے تاکہ لوگوں کو اس منصوبے سے زیادہ سے زیادہ ٹرانسپورٹ کی سہولت حاصل ہو سکے لیکن کچھ وقت کیلئے منصوبے کو نمائش سے آگے لے جانے کے لئے کام ضرور ہو رہا تھا، اس کام کو اچانک روک دیا گیا ہے اور اب تک اس منصوبے کو آگے لے جانے میں کوئی پیش رفت نہ ہو سکی ہے۔ اس ضمن میں صوبائی وزیراعلی سے اپیل ہے کہ وہ گرین لائن منصوبے کو ایک مرتبہ پھر نمائش سے ٹاور تک دوبارہ تعمیر کرنے کے اقدامات کریں۔ حکومت کے اس عمل سے عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولت میں آسانی ہوگی اور لوگ ابتدائی پوائنٹ پر ایک ہی کرائے میں پہنچ سکیں گے، ان کا سفر بھی جلد طے ہوگا۔

سیف اللہ، لاہور

## مسلم اتحاد وقت کی اہم ضرورت

مکرمی! کشمیر، فلسطین، برما، شام اور غزہ کے مسلمان، جس ظلم و بربریت کا شکار ہیں، وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ بیشتر ممالک میں مسلمانوں پر زندگی کے دروازے بند ہیں۔ دن رات خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے، مگر کوئی ظلم پر باز پرس کرنے والا نہیں ہے۔ پچھلے 76 سالوں سے کشمیر میں رہنے والے مسلمان آزادی کی

جنگ لڑ رہے ہیں، ظلم و بربریت کی اس یکطرفہ جنگ میں اب تک لاکھوں کشمیری اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، مگر کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ دوسری طرف اگر یورپ کے کسی ملک میں کوئی چھوٹا سا واقعہ پیش آ جائے تو انسانی حقوق کے تمام عالمی و مقامی اداروں کی انسانیت جاگ جاتی ہے۔ کیا مسلمان کا خون، خون نہیں ہے؟ ضروری ہے کہ مسلم امت بھی اپنے علیحدہ تشخص اور معصوم مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے کے لیے متحد ہو جائے۔

مہوش انور، سرگودھا

## بچوں پر اسکرین کے منفی اثرات

مکرمی! آج کل ہمارے بچوں کا زیادہ وقت اسکرین کے سامنے گزرتا ہے۔ چاہے وہ اسکرین موبائل فون کی ہو، لیپ ٹاپ کی یا پھر کیبل نیٹ ورک کی۔ اکثر اوقات یہاں پر ایسا مواد بھی سامنے آ جاتا ہے جو بچوں کے حق میں بالکل مفید نہیں ہوتا، جس کے ان پر بہت

سے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ بچے جو کچھ دیکھتے ہیں، عملی زندگی میں بھی اس کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ عام طور پر بھی فلمی کرداروں کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ان کی اپنی شخصیت نکھر نہیں پاتی اور اسکرین سے نکلنے والی شعاعیں دماغ اور آنکھوں کے لیے کتنی نقصان دہ ہیں، اس حوالے سے گھر اور اسکولوں میں بچوں کو باور کروایا جانا چاہئے۔

اختر حسین، لاہور

# انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک نظر

مختلف اخبارات میں شائع ہونیوالی خبروں اور ہیومن رائٹس واچ کے رپورٹرز اور نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹس کے مطابق گزشتہ ماہ کے دوران ہونیوالی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی درج ذیل تفصیلات دی جا رہی ہیں

## گونگی و بہری لڑکی سے زیادتی، ملزم فرار

ساہیوال میں گونگی و بہری لڑکی سے مبینہ طور پر زیادتی کا واقعہ پیش آیا ہے جس میں پولیس تاحال ملزم کو گرفتار نہیں کرسکی۔ معذور لڑکی سے زیادتی کا واقعہ ساہیوال کے نواحی گاؤں 34 چودہ ایل میں پیش آیا ہے جس میں متاثرہ لڑکی گھر سے قریب دکان پر سودا خریدنے گئی تھی۔ پولیس کے مطابق لڑکی کی والدہ کی مدعیت میں متعلقہ تھانے میں ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرایا گیا ہے جس میں والدہ نے درج کرایا ہے کہ اسلم نامی شخص نے خالی احاطہ میں لے جا کر بچی کے ساتھ زیادتی کی، لڑکی کے شور مچانے اور واویلا کرنے پر ملزم موقع سے فرار ہوگیا۔

## لڑکی سے اجتماعی زیادتی کرنے والا پولیس اہلکار اور ساتھی گرفتار

ساہیوال: پنجاب کے علاقے سرگودھا میں لڑکی کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنانے والے پولیس اہلکار اور

ساتھی کو گرفتار کرلیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق سرگودھا کے تھانہ کوٹ مومن کی حدود میں پولیس اہلکار اور ساتھی نے لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بنایا تھا جس پر پولیس نے والد کی مدعیت میں مقدمہ درج کیا۔ پولیس نے جدید ٹیکنالوجی اور مخبروں کی مدد سے پولیس اہلکار و ساتھی کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کردیا۔

## خاتون سے زیادتی کا واقعہ، 3 افراد گرفتار

لاہور: لاہور کے قریب خاتون سے اجتماعی زیادتی کے واقعے میں ملوث 3 افراد کا گرفتار کرلیا گیا۔ پنجاب پولیس کے ترجمان کے مطابق اجتماعی زیادتی کا افسوسناک واقعہ روڑا گاؤں میں پیش آیا۔ چوکی لکھوکی پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے اجتماعی زیادتی میں ملوث 3 ملزمان کو گرفتار کرلیا۔ ملزمان کو جدید ٹیکنالوجی سے ٹریس کر کے ہیئر اور روڑا گاؤں سے حراست میں لیا گیا۔ ملزمان کی شناخت افضال، امانت اور ذوالفقار کے نام سے ہوئی۔ ایس پی ماڈل ٹاؤن کے مطابق ملزم افضال نے متاثرہ خاتون کو اس کا ماموں بن کر گھر سے باہر بلایا۔ خاتون کے گھر سے نکلتے ہی ملزم افضال زبردستی انہیں قریبی کھیت میں لے گیا جہاں اس کے 2 ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ تینوں ملزمان خاتون کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد فرار ہوگئے۔ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے جینڈر سیل کے حوالے کردیا گیا۔

## لیڈی کانسٹیبل کو قتل کرنیوالا اہلکار گرفتار

لاہور میں لیڈی کانسٹیبل صومن کے قتل میں ملوث مرکزی ملزم کانسٹیبل فاروق کو گرفتار کرلیا گیا۔ پولیس کے مطابق ملزم فاروق کو اس کے گھر سے ہی گرفتار کیا گیا اور تفتیش شروع کر دی گئی، کانسٹیبل فاروق پولیس کے آپریشن ڈپارٹمنٹ میں تعینات تھا۔ ملزم نے پولیس کو بیان دیا کہ صومن سے محبت کرتا تھا اور شادی کرنا چاہتا تھا، صومن دیرینہ تعلق کے بعد کسی اور سے شادی کرنے جا رہی تھی۔ واضح رہے کہ ملزم اور مقتولہ دونوں پولیس لائنز میں تعینات تھے، گزشتہ روز دونوں کی لاائنڈ آرڈر کی ڈیوٹی مناواں تھانے میں لگائی گئی تھی۔ مقتولہ کے بھائی کی مدعیت میں واقعے کا مقدمہ درج تھا جس میں ملزم فاروق کے ساتھی طاہر اور حمزہ نامزد ہیں

## ٹک ٹاک بنانے پر بھائی نے بہن کو قتل کردیا

پشاور: ٹک ٹاک بنانے پر بھائی نے اپنی بہن کو قتل کردیا اور لاش پھینک دی۔ افسوسناک واقعہ تھانہ تور ڈھیر کے علاقے میں پیش آیا، جہاں صوابی میں ٹک ٹاک بنانے پر بھائی نے اپنی بہن کو قتل کردیا۔ پولیس حکام کے مطابق ایک ماہ قبل لڑکی کی لاش ملی تھی، جس کے بعد اس اندھے کیس کا سراغ لگانے پر قاتل کو گرفتار کیا گیا، تو پتا چلا کہ ٹک ٹاک بنانے پر، بہن کو قتل کر کے بھائی نے لاش پھینک دی تھی۔ ملزم ابو مبصر مقتولہ کا بھائی ہے، جس نے بہن کو مار کر لاش نہر میں پھینک دی تھی۔

## لڑکی کی بوری بند لاش برآمد

لاہور: فیکٹری ایریا کے علاقہ سے لڑکی کی کئی روز پرانی بوری بند لاش برآمد ہوئی۔ پولیس ذرائع کے مطابق

لڑکی کو مبینہ طور پر قتل کر کے لاش بوری میں بند کر کے پھینک دی گئی مقتولہ کی لاش کئی روز پرانی معلوم ہوتی ہے جس کی شناخت نہ ہوسکی۔ پولیس اور فرانزک ماہرین نے جائے وقوعہ سے شواہد اکھٹے کرنے کے بعد لاش کو مردہ خانے منتقل کردیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ مقتولہ کی شناخت سمیت مختلف پہلوؤں پر تحقیقات کی جارہی ہیں۔

## دو نوجوان لڑکیوں کی لاشیں برآمد

جڑانوالہ: فائرنگ کر کے قتل کی گئی 2 نوجوان لڑکیوں کی لاشیں برآمد ہوئیں، جن کی شناخت نہیں ہو

سکی۔ پولیس کے مطابق جڑانوالہ میں ستیانہ روڈ سے تھانہ صدر کی حدود 73 گ ب کے قریب دونو جوان لڑکیوں کی لاشیں برآمد ہوئیں، جنہیں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے قتل کیا ہے جب کہ مقتول لڑکیوں کی بھی تاحال شناخت نہیں ہوسکی۔ دوسری جانب وزیراعلی پنجاب مریم نواز نے جڑانوالہ ستیانہ روڈ پر 2 لڑکیوں کی لاشیں برآمد ہونے کے واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے انسپکٹر جنرل پولیس سے رپورٹ طلب کر لی ہے۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق پولیس کا کہنا ہے کہ مقتولین میں 2 لڑکیاں جن کی عمر 18، 19 سال ہے، اور ان کا نام اور پتا معلوم نہیں ہوسکا۔ ملزمان کی تلاش شروع کردی گئی ہے۔

## شوہر سے لڑائی، بیوی نے زہر دے کر دو بیٹیوں کو قتل کر دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل پیرمحل میں میاں بیوی کی لڑائی نے دو بیٹیوں کو موت کی نیند سلا دیا

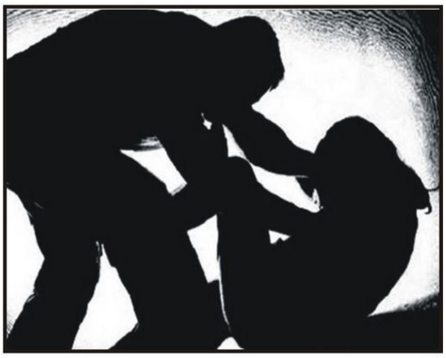

۔ گھریلو ناچاکی پر مبینہ طور پر ماں نے دو بیٹیوں کو زہر دیا جسے پینے کیبعد 13 سالہ انعم اور 8 سالہ مصباح جاں بحق ہوگئیں۔ پیرمحل میں واقعہ تھانہ اروتی کی حدود 748 گ ب میں پیش آیا، پولیس نے لاشوں کو تحویل میں لیکر کارروائی کا آغاز کردیا۔

## بھائی نے بہن، بہنوئی کو قتل کر دیا

کراچی: اورنگی ٹاؤن توری بنگش کالونی میں غیرت کے نام پر فائرنگ کا واقعہ، بھائی نے فائرنگ کر کے بہن، بہنوئی کو قتل اور ان کے ایک رشتہ دار کو زخمی کر دیا۔ اقبال مارکیٹ تھانے کے علاقے اورنگی ٹاؤن سیکٹر 2 توری بنگش کالونی گلی نمبر 2 میں فائرنگ کے واقعے میں خاتون سمیت 3 افراد شدید زخمی ہو گئے جنہیں چھیپا ایمبولینس کے ذریعے عباسی شہید اسپتال منتقل کیا جا رہا تھا کہ خاتون اور ایک مرد راستے میں ہی دم توڑ گئے۔ جاں بحق ہونے والی خاتون کی شناخت 20 سالہ طاہرہ زوجہ محمد نجم اور 23 سالہ محمد نجم ولد محمد جاوید اور زخمی کی 50 سالہ زبیر ولد عبدالواحد کے نام سے کی گئی۔ فائرنگ کا واقعہ غیرت کے نام پر پیش آیا ہے، ملزم مبشر حسین ولد حیات حسین نے بہن طاہرہ اور بہنوئی نجم خان پر فائرنگ کی فائرنگ سے بہن طاہرہ اور اس کا شوہر نجم جاں بحق اور مقتول محمد نجم کا بہنوئی 50 سالہ زبیر زخمی ہوا ہے۔ مقتول طاہرہ اور محمد نجم نے ڈیڑھ ماہ قبل پسند سے کورٹ میرج کی تھی، ملزم مبشر نے منگھوپیر خیر آباد میں رہائش پذیر اپنی بہن طاہرہ اور اس کے شوہر محمد نجم کو جرگے کے لیے توری بنگش کالونی میں اپنے گھر بلوایا تھا۔ مقتولہ طاہرہ اس کا شوہر محمد نجم اور نجم کا بہنوئی زبیر جرگے کے لیے توری بنگش کالونی پہنچے تو ملزم مبشر نے تینوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ملزم کی بہن اور بہنوئی جاں بحق اور زبیر نامی شخص زخمی ہوگیا۔ فائرنگ کے واقعے کے بعد ملزم مبشر نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔

## گھر سے خاتون کی پھندا لگی لاش برآمد

کراچی: قائد آباد کی رہائشی خاتون نے گھر میں پراسرار طور پر گلے میں رسی کا پھندا لگا کر خودکشی کر لی۔ تفصیلات کے مطابق شاہ لطیف کے علاقے مدینہ ٹاؤن قائد آباد ملتان ہوٹل کے قریب گھر سے خاتون کی پھندا لگی لاش ملی، اطلاع ملنے پر پولیس موقع پر پہنچ گئی اور خاتون کی لاش کو تحویل میں لے کر پولیس کارروائی کے لیے جناح اسپتال منتقل کیا۔ ترجمان کراچی پولیس کے مطابق جاں بحق ہونے والی خاتون کی شناخت 26 سالہ سلمہ بی بی کے نام سے کی گئی، جاں بحق ہونے والی خاتون کے شوہر نے اپنے بیان میں بتایا ہے کہ اس کی اہلیہ نے خودکشی کی ہے تاہم معاملہ مشکوک ہے لہذا خاتون کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے گا اور رپورٹ آنے کے بعد حقائق سامنے آئیں گے۔

## کمسن بچے کیساتھ بدفعلی کرنیوالا ملزم گرفتار

لاہور: ایس پی کینٹ اویس شفیق کی ہدایت پر ڈیفنس اے پولیس نے 15 کی کال پر فوری ایکشن لیتے ہوئے 10 سالہ بچے کے ساتھ بدفعلی کرنے والے ملزم کو گرفتار کر لیا۔ اے ایس پی ڈیفنس کے مطابق 10 سالہ بچے کے ساتھ بدفعلی کرنے والے ملزم عطا الرسول کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا گیا ہے۔ اے ایس پی ڈیفنس طارق محمود کا کہنا ہے کہ بچہ گھر کی چھت پر بارش میں نہا رہا تھا کہ ملزم عطاالرسول بچے کو ورغلا پھسلا کر اپنے کمرے میں لے گیا جہاں اس نے بچے کو بدفعلی کا نشانہ بنایا۔ پولیس کے مطابق بچے کے والد رفاقت کی مدعیت میں ملزم عطاالرسول کے خلاف فوری مقدمہ درج کر لیا گیا۔

## نیم بے ہوشی کی حالت میں
## 12 سالہ بچی سے زیادتی، ملزم گرفتار

لاہور: نشتر کالونی پولیس نے 15 کال پر بروقت کارروائی کرتے ہوئے نیم بے ہوشی کی حالت میں 12 سالہ بچی کے ساتھ زیادتی کرنے والے ملزم کو گرفتار کرلیا۔ بچی فیضا فاطمہ فیصل آباد سے لاہور اپنی پھوپھو کے گھر آئی ہوئی تھی جہاں کزن نے گھر والوں کی غیر موجودگی میں نیند کی گولیاں کھلا کر بچی کے ساتھ زیادتی

کی۔ ہمسائی خاتون نے دیکھ کر شور مچایا تو ملزم موقع سے فرار ہوگیا جس پر خاتون نے 15 پر کال کی اور نشتر کالونی پولیس فوری موقع پر پہنچ گئی۔ بچی کو نیم بے ہوشی کی حالت میں اسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں علاج جاری ہے۔ ملزم شعیب کے خلاف مقدمہ درج کر کے جینڈر سیل کے حوالے کر دیا۔

## 6 سالہ بچے سے بدفعلی کرنیوالے گرفتار

لاہور: پنجاب کے علاقے قصور مین بچے کو ورغلا کر بدفعلی کا نشانہ بنانے والے دو ملزمان کو پولیس نے گرفتار کرلیا۔ قصور کے تھانہ صدر پتوکی کی حدود میں گھر کے باہر کھیلنے والے 6 سالہ بچے کو دو افراد نے ورغلایا اور اپنے ساتھ خالی پلاٹ میں لے جا کر زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔ بچے کے والد کی درخواست پر پولیس نے مقدمہ درج کیا اور سی سی ٹی وی کیمروں کی مدد سے ملزمان کو شناخت کر کے چوبیس گھنٹے کے اندر گرفتار کرلیا جن کی شناخت آفتاب اور امیر کے ناموں سے ہوئی ہے۔

# INTERNATIONAL NEWS
# بین الاقوامی خبریں

## کانگو میں جیل توڑنے کی کوشش میں 129 قیدی ہلاک، خواتین کیساتھ زیادتی

برازاویلا: جمہوریہ کانگو میں ملک کی سب سے بڑی جیل کو توڑنے کی کوشش صبح 2 بجے شروع ہوئی اور کئی گھنٹوں تک جاری رہی جس کے دوران 129 افراد ہلاک ہوگئے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق جمہوریہ کانگو کے ملک کی سب سے بڑی جیل سے فرار ہونے کی کوشش میں زیادہ تر افراد کچلے جانے یا دم گھٹنے سے ہلاک ہوگئے جب کہ 24 قیدی پولیس کی گولیاں لگنے سے مارے گئے۔ دارالحکومت کنشاسا کی مکالا جیل میں دھکم پیل اور کچلے جانے کے باعث 59 قیدی زخمی بھی ہوئے جن میں سے 13 کی حالت نازک ہونے

کے سبب ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ہے۔ متعدد خواتین قیدیوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ وزارت داخلہ کی جانب سے جاری بیان میں جیل سے فرار ہونے کی کوشش اور اس میں ہلاکتوں کی تعداد کی تصدیق تو کی گئی ہے لیکن فرار قیدیوں کی تعداد نہیں بتائی گئی۔ نہ یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ کیسے پیش آیا اور ذمہ داران کون ہیں۔

## مقبوضہ کشمیر، بھارتی فوجیوں نے ستمبر میں 17 کشمیریوں کو شہید کیا

سرینگر: غیر قانونی طور پر بھارت کے زیر قبضہ جموں وکشمیر میں بھارتی فوجیوں نے اپنی ریاستی دہشتگردی کی جاری کارروائیوں کے دوران گزشتہ ماہ ستمبر میں ایک لڑکے سمیت 17 کشمیریوں کو شہید کیا۔ کشمیر میڈیا سروس کے شعبہ تحقیق کی طرف سے جاری کیے گئے اعداد وشمار کے مطابق ان میں سے 14 کشمیریوں کو ماورائے عدالت اور جعلی مقابلوں میں شہید کیا

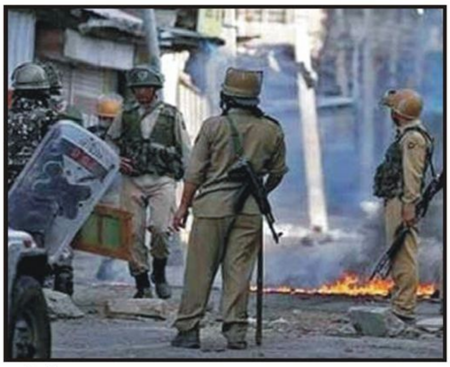

گیا۔ فوجیوں نے اس دوران محاصرے اور تلاشی کی 151 کارروائیوں اور گھروں پر چھاپوں کے دوران کم از کم 196 عام شہریوں اور سیاسی کارکنوں کو گرفتار کیا جن میں سے بیشتر کیخلاف پبلک سیفٹی ایکٹ اور غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے کالے قوانین کے تحت مقدمات درج کیے گئے۔ کل جماعتی حریت کانفرنس نے فوجی کارروائیوں، گرفتاریوں اور کشمیری نوجوانوں کے ماورائے عدالت قتل پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ بھارتی پیراملٹری سینٹرل آرمڈ پولیس فورس کی 400 اضافی کمپنیاں تعینات کر کے مقبوضہ علاقے کو ایک فوجی چھاؤنی میں تبدیل کر دیا۔ یہ کمپنیاں مقبوضہ علاقے میں پہلے سے موجود بھارتی فوج اور بارڈر سکیورٹی فورس کے اہلکاروں کے علاوہ ہیں۔

## اسرائیل کے لبنان پر فضائی حملے جاری شہادتیں 700 سے زائد ہوگئیں

بیروت: لبنان میں اسرائیل کے فضائی حملوں میں مزید 29 افراد جاں بحق ہوگئے جس سے شہادتوں کی مجموعی تعداد 700 سے تجاوز کرگئی جن میں حزب اللہ کے اہم ترین کمانڈرز بھی شامل ہیں۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق عالمی برادری کے جنگ بندی کے مطالبات کے باوجود اسرائیلی فضائیہ نے لبنان پر مسلسل چوتھے دن بمباری جاری رکھی۔ اسرائیلی فضائیہ کی تازہ کارروائی وزیراعظم نیتن یاہو کے اس بیان کے بعد ہوئی جس میں انھوں نے جنگ بندی کے مطالبات کو مسترد کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ پوری قوت اور طاقت کے ساتھ حزب اللہ اور حماس کے خاتمے اور اپنے یرغمالیوں کی رہائی تک جنگ جاری رکھیں گے۔ ادھر لبنانی وزارت صحت کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل نے تازہ حملوں میں مشرقی سرحد کے ساتھ واقع وادی بیکا کے قصبے کو نشانہ بنایا جہاں اکثریت شامیوں کی ہے۔ دوسری جانب اسرائیلی فوج کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ ان کی فضائیہ نے گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران حزب اللہ سے منسلک تقریباً 220 اہداف کو نشانہ بنایا۔ قبل ازیں اسرائیلی فوج نے یہ

دعویٰ بھی کیا تھا کہ ان حملوں میں حزب اللہ کے فضائی یونٹ کے سربراہ محمد حسین سرور مارے گئے تاہم حزب اللہ کی جانب سے اسرائیلی دعووں پر فوری طور پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا۔ دریں اثنا اپنے ٹیلی گرام چینل پر جاری بیانات میں حزب اللہ نے کہا کہ اس نے حیفا کے شمال میں احیود پر 50 سے زیادہ میزائل فائر کیے اور اسرائیل کے شمال میں مختلف علاقوں میں کریات شمونہ، فوجی چوکیوں اور ایک کمانڈ بیس پر راکٹوں کے بیراج بھی راکٹس داغے۔ حزب اللہ نے دعویٰ کیا کہ ان حملوں کے نتیجے میں اسرائیل کے 2 جنگی طیارے لبنان کی فضائی حدود چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ واضح رہے کہ اسرائیلی فوج کی لبنان پر جاری فضائی حملوں کے باعث 90 ہزار سے زائد افراد اپنے گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر محفوظ مقام پر منتقل ہونے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

# سوشل راؤنڈاپ

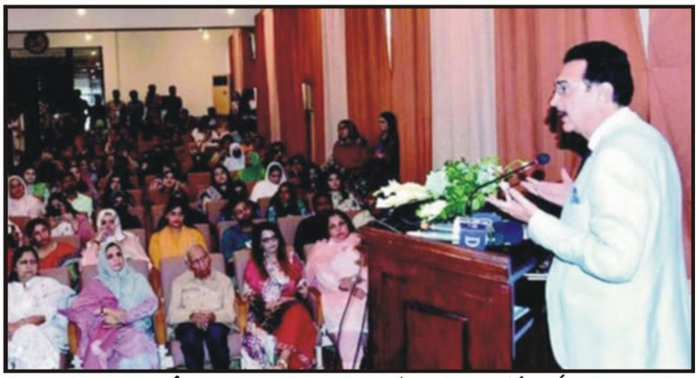

پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد علی شعبہ جینڈر سٹڈیز کے زیراہتمام کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

آواز فاؤنڈیشن پاکستان کے زیراہتمام خواتین زرعی کارکنوں کو بااختیار بنانے کے لیے صوبائی ایڈووکیسی فورم کے انعقاد کے موقع پر شرکاء کا گروپ فوٹو

لاہور: مطالبات تسلیم نہ ہونے پر نابینا افراد سوشل ویلفیئر آفس کے باہر احتجاج کر رہے ہیں

لاہور: وائس آف ویژنریز سیمینار کے اختتام پر وائس چانسلر یو ای ٹی ڈاکٹر شاہد منیر، ایڈوائزر زل سوسائٹی ڈاکٹر ریحانہ کے ہمراہ مہمان مقرر سائرہ افتخار کو گلدستہ پیش کر رہے ہیں

لاہور: آل پاکستان کلرک ایسوسی ایشن کے زیراہتمام ملازمین اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج کر رہے ہیں

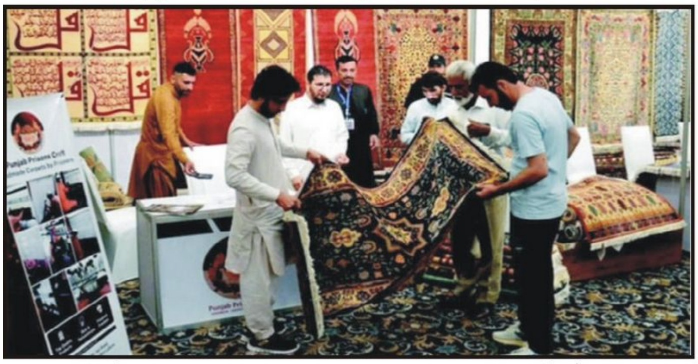

لاہور: قالینوں کی عالمی نمائش میں محکمہ جیل خانہ جات کے سٹال پر شہری قیدیوں کے ہاتھ سے بنے قالین دیکھ رہے ہیں

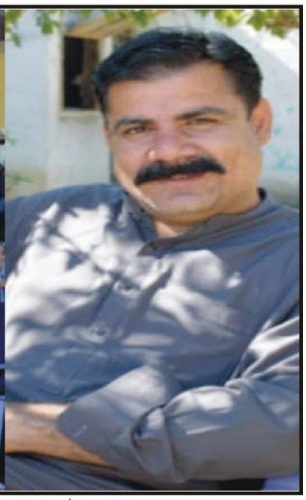

مانسہرہ: پاکستان لیجنڈ سکول اینڈ کالج مانسہرہ میں سپورٹس ڈے کی تقریب میں مینجنگ ڈائریکٹر سید مصدق شاہ اور سینئر سیکشن انچارج میڈم نرگس بشیر شریک ہیں

24hr
FRAGRANCE
MEMORIES
MAN
THE BRANDS
Perfume is the key to our
Memories

MONTHLY
HUMAN RIGHTS WATCH
LAHORE

# ماہنامہ ہیومن رائٹس واچ لاہور

2010ء سے مسلسل اشاعت
اکتوبر 2024ء
www.hrwmagazine.com

دکھ، پریشانی، غربت اور بھوک کیسے ختم ہو سکتی ہے؟

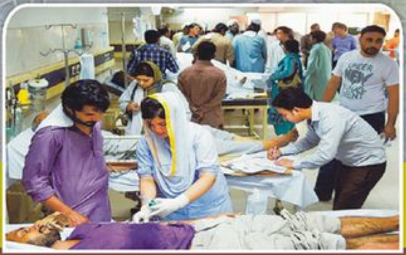

حسن نصر اللہ: بیروت میں سقوط ڈھاکہ والی صورتحال

بچوں کی جنسی ہراسگی

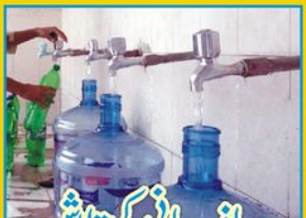

صاف پانی کی تلاش

معروف سوشیالوجسٹ، محقق، ریفارمر

پروفیسر جلیل بٹ ایڈووکیٹ کا انٹرویو